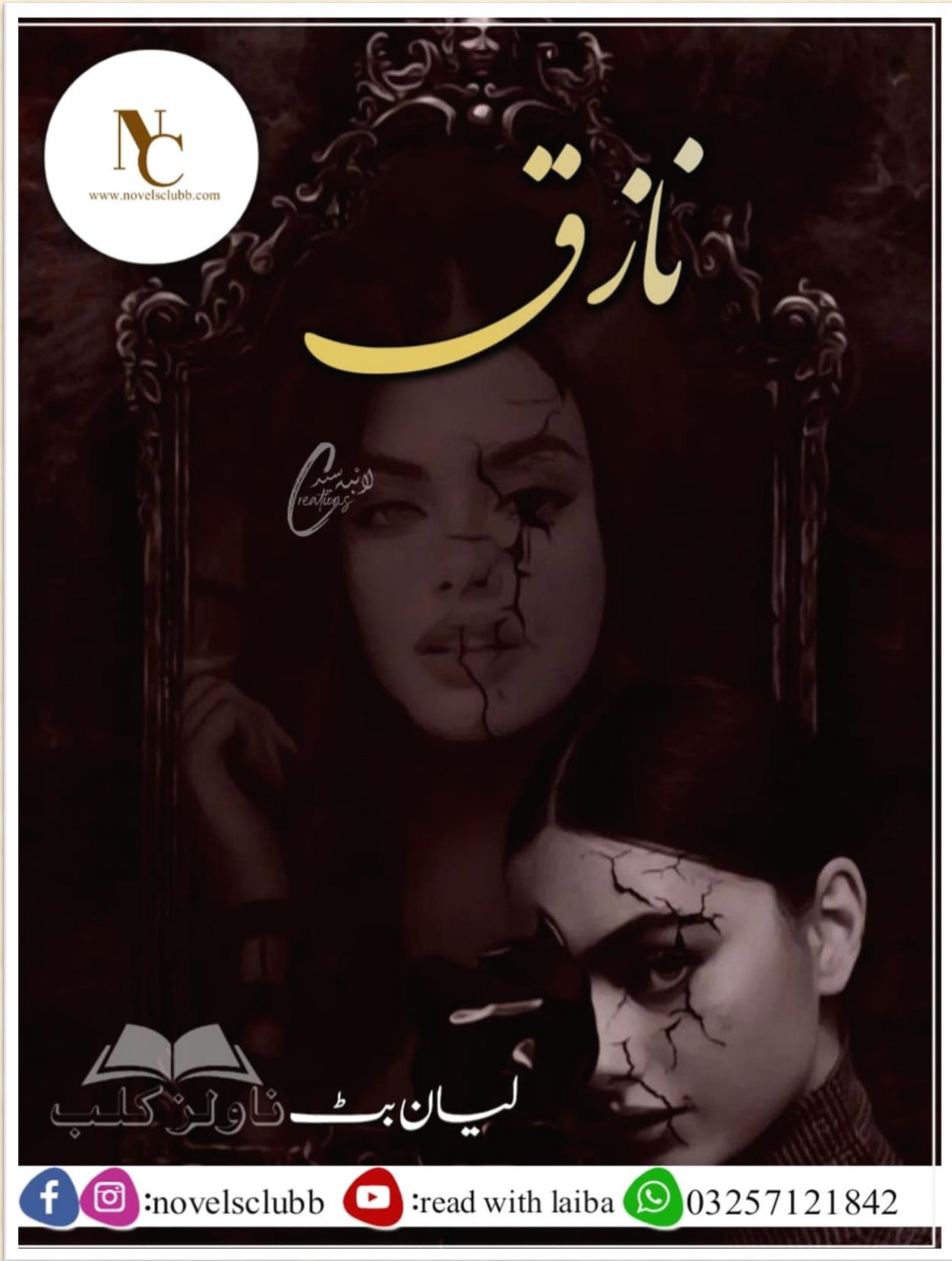
www.novelsclubb.com
نازق
لیان بٹ
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

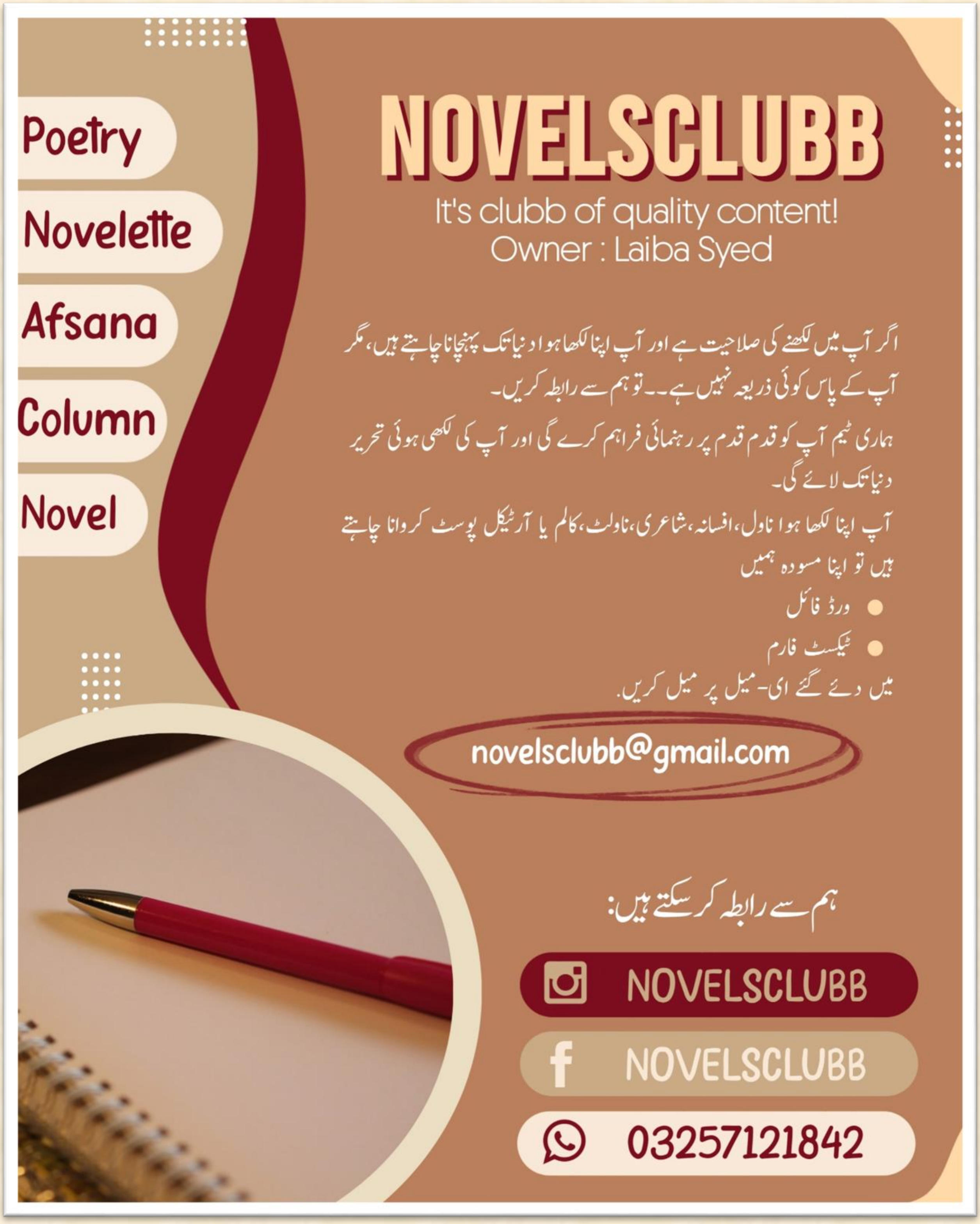
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

# نازق

## از قلم

## لیان بٹ

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

نازق

باب نمبر2

تخت

کہتے ہیں کہ ماں باپ پہچان جاتے ہیں جھوٹے سانپ جیسے اولاد کے دوستوں کو اور دوست پہچان جاتے ہیں دوست سے محبت کا جھوٹا دعوا کرنے والے اس کے محبوب کو اور اولاد پہچان جاتی ہے والدین کی جڑئے کاٹنے والے رشتے داروں کو

ہر معمول کی صبح کی طرح یہ صبح بھی گرم تھی، مگر یہ گرمی سب کے لیے نہیں تھی یا شاید یکساں نہیں تھی۔ ہر کوئی اس گرم صبح میں یوں نہیں جلسہ تھا جیسے اب سے کچھ دیر بعد وہ جلسنے والا تھا۔ اپنے اوفس میں بیٹھا زیاد تیزی سے لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا، جب میز پر رکھا اس کا فون بجا، کام بہت تھا اور وقت بہت کم۔

انتہائی مصروف انداز میں اس نے فون کو اٹھایا اور دیکھا ممی کالنگ لکھا رہا تھا۔

" ممی اور اسے یاد کریں وہ بھی اس وقت "زیاد نے فون اٹھایا، آواز سماعت سے ٹکرائی۔

"ہیلو زیاد "اسمہ احمد کی آواز بھرائی ہوئی تھی۔

" کیا ہوا ہے ممی "اسمہ کی آواز نے اس کے ذہن کو خالی کر دیا۔ جو بھی ہو خیر نہیں ہو سکتی وہ بس یہی سوچ رہا تھا۔

"زیاد جمیل کو اریسٹ کر لیا ہے پولیس نے "اور اپنے اوفس میں بیٹھے زیاد کو لگا کہ اس کے سر پر پورا اوفس اگھرا ہے۔

"میری بات سنو بیٹا جمیل کو باہر نکلواؤ مجھے نہیں پتہ کیسے بس مجھے میرا بیٹا چاہیے "زیاد خاموش ہو گیا، الفاظ ختم ہو گئے۔

"زیاد جواب دو" زیاد، اور زیاد نے فون کاٹ دیا اسمہ احمد نے فون کو کان سے ہٹایا اور زور سے بیڈ پر مارا۔ جاہلانہ انداز میں چلتی سنگار میز تک ائی اور دونوں ہاتھوں سے میز پر رکھی ہر شے زمین پر دے ماری۔

" آہ آہ نازق میں جانتی ہوں کہ یہ تم ہو، تم بھی اپنی ماں کی طرح کی گولڈ ڈیگر ہو، تمہاری ماں نے بھی پیسوں کے لیے مراد سے شادی کی تھی" وہ غصے سے بے حال تھیں۔ سالوں سے جس زہر کو وہ اپنے اندر رکھے ہوئے تہیں وہ آج باہر نکل ایا تھا۔

"نہ صرف تم بلکہ تمہارے سارے بہن بھائی تم سب ہی اپنی ماں پر گئے ہو" دونوں ہاتھ میز پر زور زور سے مارتی وہ آہ و بکا کر رہی تھیں۔ یک دم ہی اُنہوں نے نظر اٹھا کر اپنا عکس آئینے میں دیکھا۔

کاجل پھیلا ہوا تھا، بال نوچنے کی وجہ سے بے حال تھے، عام دنوں میں اپنے آپ کو سجا سورا رکھنے والی آج اس حلیے میں آئینے کہ سامنے کھڑی تھیں۔ لیکن آج صرف آج انھیں اس کی پرواہ نہیں تھی۔

اگر پرواہ تھی تو اپنی اولاد کی۔ اولاد انسان سے بہت کچھ کروا دیتی ہے وہ بھی جو انہوں نے کبھی نہیں سوچا ہوتا اور وہ بھی جس کو سوچ کر ہی نہ کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ لیکن آج یہ کرنا ہی ہو گا، اپنے خوابوں کو اپنے ہی پاؤں تلے روندنا تھا۔ دم سادے، سانس رکے، چیزیں ساکت ہو گئیں۔

یہ جاہلانہ رویہ آج سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ پاؤں پٹخ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔ چیزوں کا سانس بحال ہو گیا، سورج کی روشنی پردوں کے درمیان سے اندر کا منظر دیکھنا چاہتی تھی مگر منظر دھندلا گیا، البتہ وسیع و عریض کمرے میں مقیت ہر شہ نے آج کا یہ منظر دیکھا تھا اور وہ اب آپس میں سرگوشیاں کر رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

************************

لاہور کورٹ کے باہر اس نے اپنی گاڑی پارک کی۔ انکھوں پر چشمہ سجائے وہ گاڑی سے باہر آئی، ایک روب سا تھا اس کی شخصیت میں۔ ہاتھ کے خفیف اشارے سے گاڈ کو بلایا۔

"گل نور خان کہاں ہے" گرڈ مواد ب سا اس کی بات کا جواب دیا اور اپنی جگہ پر چلا گیا۔ وہ اب عمارت کی جانب جا رہی تھی۔ راہداری میں چلتے لوگ رک رک کر اسے دیکھ رہے تھے وہ اپنی سیت چل رہی تھی، ایک دروازے کے باہر وہ رکی آوازیں اس کی سماعت سے ٹکرا رہی تھی۔ ایک نظر دروازے کے ساتھ لگی نیم پلیٹ پر پڑی، سفید اور کالے رنگ کی نیم پلیٹ جس پر لکھا تھا

"جنید حسن"

دروازے پر دستک دی اور دروازہ کھول کر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اندر بیٹھے دونوں نفوس نے اسے دیکھا جنید حسن اور زیاد احمد آمنے سامنے بیٹھے تھے، درمیان میں ایک میز تھی۔

"مس نورا جائے" جنید حسن کے کہنے پر وہ اندر آئی اور زیاد کے ساتھ پڑی کرسی پر آ بیٹھی ،انکھوں پر سے چشمہ اتارا تو سبز انکھیں واضح ہوئی۔ قیمتی بیگ اور گاڑی کی چابی میز پر رکھی۔

زیاد نے ایک الجھن بری نگاہ اس لڑکی پر ڈالی جس کے بال سنہری تھے بے حد سہولت سے وہ گویا ہوئی۔

"کیا میں جان سکتی ہوں کہ جنید حسن مجھے یہاں کیوں بلایا گیا ہے" وہی لیا دیا کاروباری انداز ظاہر تھا کوئی پروفیشنل بات تھی جو اسے اوفس بلایا گیا تھا، ورنہ وکیل اور ایک دوسرے سے تعلقات استوار کریں مر نہ جائیں ایسا کرنے سے پہلے۔

جنید حسن نے دایاں ہاتھ سے زیاد کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ جمیل احمد کے بھائی ہیں زیاد احمد" نور نے نظروں کا رخ زیاد کی طرف کیا جس کے چہرے پر بلائنڈز سے چھن کر آتی دھوپ پڑ رہی تھی، دھوپ کی وجہ سے اس کی بدامی رنگ انکھیں چھوٹی ہو رہی تھیں۔ وہ جنید سے اس انسان کا تعارف نہیں سننا چاہتی تھی جس کو وہ پہلے سے جانتی ہو۔ جنید کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی جب وہ بول پڑی۔

"جی بالکل ہمیں ایک دوسرے کے تعارف کی ضرورت نہیں ہے اور یقینا آپ نے مجھے تعارف کے لیا بلایا بھی نہیں ہے" وہ حد درجہ بیزار تھی۔

جنید خاموش ہو گیا،اس سے ویسے بھی اس لڑکی کی زبان ناپسند تھی۔زیاد کچھ وقت آدھر ادھر الفاظ ڈھونڈنے لگا پھر اس لڑکی سے گویا ہوا۔

"نور دیکھو"

"مس نور"وہ بے تاثر لہجہ اور اجنبیت لیے درشتی سے اس کی بات کاٹ گئی۔

"میں اپنی ورک پلیس پر کسی کی بھی رشتہ دار نہیں ہوں اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ہم رشتے دار بھی نہیں تو پوائنٹ پر ائے مسٹر زیاد احمد، کیونکہ وقت اور صبر کی قلت آپ کے پاس ہو یا نہ ہو میرے پاس تو ہے،یہ میرے کام کا وقت ہے میں یہاں بیٹھ کر وہ بھی فضول بیٹھ کر ضائع نہیں کر سکتی اس لیے جلد از جلد کام بتائیں ورنہ اور بہت کچھ منتظر ہے میرا"

بس اللہ عورت کو لمبی زبان نہ دے،اور اگر دے تو وکیل نہ بنائے،اور اگر یہ ہو گیا ہے تو اللہ ایسی عورتوں سے واسطہ نہ ڈلوائے۔

زیاد کو کچھ وقت لگا خود کو کمپوز کرنے میں فرسٹریشن تھی،یا کچھ اور اسے زندگی میں یہ سب خود سنبھالنا پڑا تھا۔ مسئلہ اپنا ہو یا دوسروں کا فرق نہیں پڑتا۔

اس نے ہر ہر لفظ کو بہت ارام سے ادا کیا تھا،بہت ضبط سے،.بہت صبر سے ساتھ،ایک تکھی ہوئی سانس خارج کی،

"مس پروسیکیوٹرا اگر آپ مجھے یہ پتائے کہ جمیل جو کہ میرا بھائی ہے کس جرم میں جیل بھیجا ہے آپ نے تو ہم کچھ بات کریں"

نور نے زیاد کی بات کو تحمل سے سننے کے بعد ریسیور اٹھایا،وہ جنید حسن کے اوفس میں تھی مگر جنید کو لگا کہ وہ اس کے اوفس میں تھا۔ حد تھی اس عورت کی جنید کو نور کے لیے کوئی لفظ نہیں ملا تھا،البتہ چہرے پر ناپسندیدگی تھی۔

"گل نور کو جنید حسن کے اوفس بھیجو، کہو نور خان بلا رہی ہیں" ریسور کو کریڈل پر رکھا،زیاد اور جنید بس نظروں کا تبادلہ کر سکے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

چند لمحہ خاموشی کی نظر ہو گئے۔ دروازے پر دستک ہوئی جس نے خاموشی کو توڑا تھا، نور نے اندر انے کی اجازت دی تھی۔ جنید حسن کا حلق تک کروا ہوا، انتہائی سخت تاثرات لے کر نور کو دیکھا دل چاہ رہا تھا کہ اس لڑکی سے پوچھ ہی لے کہ،

"کیا یہ میرا اوفس میرا ہے یا تمہارا" مگر ضبط کر گیا۔ دروازہ کھولتے ہی ایک نوجوان لڑکی سادہ شلوار قمیض پہنے دوپٹہ گلے میں پٹی سورت لیے اندر آئی، یہ گل نور ہے گل نور کی طرف اشارہ کیا۔

"میری اسٹنٹ اور یہ اسی یونیورسٹی میں لوکی سٹوڈنٹ ہے جہاں اپ کی کزن گزیل مراد احمد پڑھتی ہیں، گل نور اپنی سٹڈیز کے ساتھ ساتھ جاب اپنی فیس کی ادائیگی کے لیے کرتی ہیں" زیاد نے انتہائی صبر سے نور کو دیکھا نور نے اپنی بات جاری رکھی،

گل نور کو پچھلے کچھ وقت سے جمیل احمد تنگ کر رہے تھے کبھی میسجز پر، کبھی یونیورسٹی میں، یہ سب شاید ایک ہفتے سے ہو رہا ہے۔ لیکن پرسوں صبح گل نور کے ساتھ انتہائی بدتمیزی کی گئی تھی جمیل احمد کی طرف سے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دھوپ اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی، اور وہ اعتماد سے بول رہی تھی۔

"ایک منٹ مس نور" زیاد کے بولانے پر نور کی چلتی زبان کو بریک لگی۔

"اگر یہ واقعہ پرسوں کا ہے تو انہیں آج کیوں گرفتار کیا گیا ہے جس دن یہ واقعہ پیش ایا اسی دن کیوں نہیں گرفتار کیا گیا ایف ائی ار تین دن کے بعد کیوں کاٹی گئی" زیاد کے چہرے سے دیکھ کر کوئی بھی سہولت سے بتا سکتا تھا کہ وہ ڈسٹرب ہے۔

گل نور جواب تک کھڑی تھی نور کے اشارے پر صوفے پر جا بیٹھی، خود نور نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائی، ٹانگ پر ٹانگ جمائے۔

وجہ یہ تھی کہ گل نور میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں ایک ضروری کام کی وجہ سے یہاں نہیں تھی، اور کیونکہ میں پہلے ایڈنبرگ میں تھی مجھے وہاں کام ہوتے ہیں۔

مگر گل نور میرے ساتھ رابطے میں تھی اور میرا انتظار کر رہی تھی وہ کسی اور سے بلکہ یوں کہا جائے کہ وہ میرے علاوہ کسی پر بھی ٹرسٹ نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی انہوں نے کیا اور اب جب میں یہاں ہوں تو میں نور اس کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی جب زیاد نے اسے ٹوکا،

"کیا میں آپ کی کلائنٹ سے بات کر سکتا ہوں" زیاد کے کہنے پر اس کی چلتی زبان رکی، گردن موڑ کر صوفے پر بیٹھی گل نور کو دیکھا جس نے اثبات میں ہلایا۔

"ظاہر ہے آپ گل نور سے وکیل کی موجودگی میں ہی بات کر سکتے ہیں" ساتھ ہی بے نیازی سا شانے اچکائے جنید کو وہاں اپنا وجود غیر ضروری محسوس ہوا تھا۔

زیاد نے گل نور کی جانب رخ کر لیا اور نور ایک مخصوص انداز میں ان دونوں نفوس کو بات کرتے دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

**********************************

نازق اپنے اوفس میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی، جب ایک جھٹکے سے اوفس کا دروازہ کھولا اور اسمہ احمد اندر آئی۔ وہ آج اپنے مخصوص ہو لیے میں نہیں تھیں۔ نازق نے بس ایک بس ایک نظر اٹھا کر ان کی جانب دیکھا، جاہلانہ انداز میں چلتی وہ نازق کی میز تک ائی اور دونوں ہاتھ زور سے ٹیبل پر مارے۔ نازق پر سکون رہی وہ جلد رد عمل دینے والوں میں سے نہیں تھی، نازق بہت گہری اور ٹھہری شخصیت تھی۔ آسمہ جتنا تیش لے کر ائی تھی وہ اتنا ہی پر سکون تھی، مگر زیادہ دیر وہ بھی پر سکون نہیں رہے گی یہ وہ جانتی تھی۔

"نازق تم اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہو کیا لگتا ہے تمہیں ہاں کہ تمہارے جو دل میں ائے گا وہ کرو گی ہو کیا تم"

لیپ ٹاپ پر ٹائپ کرتی اس کی انگلیاں رکی، کہنیاں میز پر رکھے ہاتھ باہم پہسائے وہ بولی،

"میں ہوں نازق مراد احمد اس کمپنی جس میں آپ کھڑی ہیں اس کی سی ای او مراد احمد اور ایلف مراد احمد کی بیٹی""اور اس کے علاوہ ایک گولڈ ڈیگر"

اس کا جملہ آسمہ احمد نے مکمل کیا تھا۔اس کے اندر جلتا سالوں کا لاوا باہر آنے کو تھا۔ بہت ضبط سے آنکھیں صرف ایک لمحے کے لیے بند کیں،ایک سانس خارج کی،" آپ جانتی ہیں کہ آپ میری ماں کے بارے میں بات کر رہی ہیں"وہ تیش سے بولی تھی۔

"اور وہ میرا بیٹا ہے جس کو تم نے جیل میں ڈلوایا ہے" جواباَ وہ بھی پھنکاری تھیں۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ پنکاری،

"میں تمہیں اپنی بہو بنانا چاہتی تھی میں یہ تک بھول گئی تھی کہ تم ایک گولڈ یگر کی بیٹی ہو"

"اور آپ خود کیا ہیں،اگر میری ماں گولڈ نگ تھی تو آپ کیا ہوئی ہاں،آپ یہ شادی صرف پیسوں کے لیے چھاتی تھیں"

اس کی آواز کب اتنی اونچی ہوئی اس کو نہیں پتہ تھا۔

جب وہ زندہ تھی تب آپ نے انھیں چین نہیں لینے دیا اب اگر وہ زندہ نہیں ہیں تو انھیں سکون لینے دیں اور جہاں تک بات گولڈ ڈیگر ہونے کی ہے،آپ جانتی ہیں نہ صرف آپ بلکہ

آپ کی پوری فیملی ہی گولڈ ڈیگر ہے اگر آپ کو یاد نہیں تو میں آپ کو یاد کروا دیتی ہوں آپ کے سو کالڈ ہسبینڈ جن سے آپ کو بہت محبت تھی وہ آپ کو اس لیے چھوڑ گئے تھے کیونکہ آپ کا پروپرٹی میں حصہ کم تھا۔

وہ آئینہ دیکھا رہی تھی سامنے کھڑی عورت سانس لینا تک بھول گئی تھی۔ کسی نے آج سے پہلے نازق کی اتنی اونچی آواز اور زہر الود لہجہ نہیں سنا تھا گو کہ وہ کوئی خوش اخلاق نہ تھی مگر کبھی یوں بد تمیزی نہیں کی تھی۔

"اور آپ کا بیٹا جو دن کے 24 میں سے 25 گھنٹے نشے میں ہوتا ہے آپ کی جولری بیچ کر ڈرا گز لیتا ہے جب سے اسکے چھوٹے بھائی نے اس کا کارڈ بلاک کروایا ہے، ذرا سوچیں اگر آپ کے سوشل سرکل میں یہ بات گردش کرنے لگے تو آپ گوشپ بن کر رہ جائیں گی"

وہ ابھی کچھ اور بھی کہتی جب کانچ ٹوٹنے کی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی، آسمہ احمد نے اس کے میز سے چیزیں اٹھا کر زمین پر پھینکنا شروع کر دی تھیں۔ وہ خاموشی سے دیکھے گئی، ہلکی بورے رنگ کی انکھیں بے تاثر تھیں۔

اس نے اگے بھر کر آسمہ کا ہاتھ رو کا اور زور سے جھٹکا، آسمہ احمد نے انکھیں چوٹی کر کے نازق کو دیکھا، پھر کچھ سوچا، سر نفی میں ہلاتی وہ کہنے لگی،

"میں غلط تھی تم اپنی ماں کی طرح کی نہیں ہو" آسمہ احمد کی آواز آہستہ ہوئی تھی۔

نازق اپنی کرسی پر واپس جا بیٹھی پھر غور سے سامنے کھڑی عورت کو دیکھا،

"وہ بہت بے وقوف تھی اور میرے بھائی کو وہ کیسے پسند ائی مجھے نہیں پتا"

"بے وقوف نہیں معصوم تھیں" نازق کی آواز ان کی نسبت کافی اونچی تھی۔

الفاظ سے بھی تکلیف تازہ ہوتی تھی۔

"اب تم جو بھی کہو لیکن تم ویسی نہیں ہو مگر تم جتنی بھی ذہین کیوں نہ ہو تم مجھے ہارا نہیں سکتی"

نازق نے شانے اچکائے،

"آج جہاں میں ہوں وہاں آپ ہو سکتی تھیں اس وقت نہ صرف بابا بلکہ پوری احمد انڈسٹریز میرے حکم کی تابع ہے، آخر جب آپ پالرز اور سپا میں ہوا کرتی تھیں میں نے اس کمپنی کو ڈوبنے سے بچایا تھا،اس عورت کو جس عورت کو آپ گولڈ نگر کہتی ہیں اسی کے ڈائمنڈز نے کمپنی کو بچایا ہے"

آواز اتنی بلند تھی کہ راہداری کہ دوسرے سرے پر ازکان کو بھی سنائی دے رہی تھی۔

"تم اگر اپنی ماں اور اپنے پرفیکٹ ہونے کے ظوم سے باہر اؤ تو میں یہ تمہیں بتا رہی ہوں کہ مجھے میرا بیٹا باہر چاہیے"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میرا اس معاملے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے" وہ پھینکاری۔

دروازے پر ہوئی دستک نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا، گلاس ڈور کے اس پار ازکان تھا۔نازق نے ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کی اجازت دی اندر آکر ازکان نے ایک تائرانا نگاہ اوفس پر ڈالی،ازکان حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔یکایک اس کی نگاہ کھڑکی پر پڑی عام طور پر بلائنڈس بند ہوتے ہیں، لیکن آج پلائنڈس بند نہیں ہیں۔یہ نازق کی عادت

تھی،وہ پلائنڈس نہیں کھولا کرتی تھی ازکان نے انکھیں پورسوچ انداز میں چھوڑی کی گلاس دور کے اس پار اسے کچھ نظر آیا،چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابرھی۔نازق نے ازکان کو دیکھا بال جل سے سیٹ کیے ہوئے تھے، گہرے نیلے رنگ کا تھری پیس سوٹ،ہاتھوں میں مہنگی گھری،اورسیاہ چمکدار جوتے،چہرے پروہی مسکراہٹ،بلاشبہ وہ ایک شاندار انسان تھا۔اس سے پہلے ازکان کچھ کہتانازق نے رخ آسمہ کی طرف کیا،

"آپ جا سکتی ہیں،باہر جانے کا راستہ وہاں ہے"دروازے کی طرف اشارہ کرتے انہیں باہر جانے کا راستہ دکھایا۔جہاں آسمہ اشتیال لیے مڑی،ازکان نے سر جکا کر مسکراہٹ ضبط کرنے پر اتفاق کیا۔

جو بھی ہو وہ فائدے میں ہی رہے گا۔آسمہ احمد پیر پٹک کر وہاں سے چلی گئی۔آسمہ کے وہاں سے جانے کے بعد ازکان میز کے قریب پری کرسی پر بیٹھا۔

"ایک گھنٹے کے بعد ڈیلگیشن ائے گی نازق میری پریزنٹیشن تیار ہے"نازق مصروف سی اپنا کام کررہی تھی۔

"تم مجھے پریزنٹیشن میل کردو" ازکان اپنی جگہ سے اٹھ کر جانے لگا، مگر پھر نازق کے بلانے پر رو کا،

"یہ پروجیکٹ تم لیڈ کرو گے ازکان" نازق نے انتہائی سادہ لہجے میں کہا۔ ازکان اپنی جگہ پر ششدر رہ گیا۔

"اس مہربانی کی وجہ"

نازق کرسی پر پیچھے کو ہو کر بیٹھی،

"مجھے لینے سے زیادہ دینا پسند ہے" پھر ویسے ہی مصروف انداز میں کام کرنے لگی۔ ازکان کو اس کا مصروف انداز نہ گوار گزرا۔

"کیا ہم پانچ منٹ بات کر سکتے ہیں" نازق نے سوالیہ ابرو اٹھائے، کرسی پر پیچھے ہو کر بیٹھی، کڑھکی سے آتی دھوپ اب اس کی انکھوں اور بالوں پر پڑ رہی تھی۔

پارکنگ ایریا میں اپنے گاڑی تک جاتی آسمہ کو وہ دکھائی دی، آسمہ احمد اپنی جگہ پر رک گئی۔

بلیک کلر کی پورش سے اترتی ہوئی، سفید شرٹ پر سیاہ کوٹ پہنے سفید پینٹلون میں وہ سبز انکھوں والی لڑکی، جس کے بال سنہری تھے، جس کو لوگ "مس ایڈ نبرگ" بھی کہتے تھے، جو بہت پیاری تھی لیکن آسمہ کو آج اس سے زیادہ زہر کوئی اور نہیں لگا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ اگر نازق کے بعد کوئی اور ذمہ دار ہے جمیل کے واقعے کا تو وہ نور خان ہے۔

قدم قدم چلتی وہ گلاس ڈور سے اندر چلی گئی اور آسمہ گاریوں کے ہجوم میں اپنی بے بسی کے ساتھ تنہارہ گئی۔ وہ کس کو الزام دیں، یہ سب انہوں نے خود کیا تھا اپنے ساتھ۔ کاش انہوں نے وقت پر ٹھیک فیصلہ کیا ہوتا، تو انہیں آج یوں لوگوں سے مانگنا نہ پڑتا، انہیں نازق سے اپنے بیٹے کو رہا کروانے کے لیے یہ سب نہ کرنا پڑتا، اور اگر کوئی تم سے کہے کہ وقت پر فیصلہ لیا کرو تو اس کی بات مان لو۔ گہرے نیلے رنگ کی پیروں تک آتی میکسی اور بکرے بالوں کے ساتھ آسمہ احمد اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی۔

انہیں کوئی لائحہ عمل تیار کرنا تھا اپنے بیٹے کو واپس لانے کے لیے، وہ اب وقت پر ٹھیک فیصلہ لے گئیں ایک عورت چال چل چکی تھی، اور ایک چال چلنے لگی تھی، اور عورتوں کی چالوں سے تو اللہ ہی بچائے۔ گاری پارکنگ ایریا سے باہر نکل کر اب شہر کی سرک پر بھاگ رہی تھی۔

**************************

گزیل اپنے کمرے سے باہر نکلی، کندھوں تک آتے بالوں میں ہاتھ پھرا، ایک نظر گھر پر ڈالی، گھر ویسے بھی خاموش ہوتا تھا مگر اج خاموشی کے ساتھ تناؤ بھی محسوس ہو رہا تھا۔ ایڈم اپنے کمرے سے نکلا رہا تھا تو گزیل کی اس پر نظر پڑی، ایڈم نے بھی اس کو دیکھا مگر پھر رخ مور لیا اور سیڑھیوں کی جانب بڑا، گزیل نے اسے آواز دی مگر اس کی آواز پر بھی ایڈم نہیں رکا۔ ایڈم میں کچھ تو بدلا تھا لیکن صرف تین دن میں،

ادم غور وہ آواز دے رہی تھی ادم خور ادم وہ اس کو بلانے کے ساتھ ساتھ اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

"ادم خور کیا تم بہرے ہو گئے ہو" خلاف توقع ایڈم نے کوئی جواب نہیں دیا اور نہ ہی کچھ اور کہا یہ بات گزیل کے لیے عجیب تھی، ایڈم کوئی جلی کٹی ہی صحیح مگر جواب فورا دیتا تھا۔ اب وہ حقیقتا پریشان ہو رہی تھی۔

"ایڈم کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ" اس سے دو قدم آگے چلتا ایڈم رکا اور مر کر دو قدم گزیل کے قریب آیا، یوں کہ وہ گزیل کے بالکل سامنے تھا۔ ایڈم گزیل سے قد میں لمبا تھا۔ ایڈم کے گزیل کے سامنے کھڑے ہونے پر گزیل کی انکھوں کے سامنے صرف وہ کڑھا تھا سیڑیوں اور پیچھے کا منظر غائب ہو گیا تھا، وہ منظر کو خود نظر انداز کر رہی تھی، اس وقت جو واحد چیز اس کی توجہ کی مرکز تھی وہ اس کا بھائی تھا۔ وہ کچھ دیر تو خاموش رہا مگر پھر اس کی آواز سماعت سے ٹکرائی،

نازل کلب
Clubb of Quality Content!

" تمہیں بتاؤں، کیوں بتاؤں ہاں ہو کیا تم "اس نے ایڈم کی آج سے پہلے اتنی اونچی آواز نہیں سنی تھی۔ کچھ وقت پہلے والی خاموشی انکا ہو چکی تھی،اسے لگا شاید اس نے غلط سنا ہے۔ ایڈم نے پہلے کبھی اس سے اس لہجے میں بات نہیں کی تھی۔

"ایڈم تمہیں کیا ہوا ہے اور تم اتنی اونچی آواز میں کیوں بات کر رہے ہو، تمہیں کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ ہم ساتھ مل کر حل کر دیتے ہیں" گزیل نے بے حد نرم لہجے میں کہا،نہ جانے کیوں اسے ایڈم پر غصہ نہیں آرہا تھا،بس ڈر تھا لیکن اس سے نہیں اس کے لیے ڈر تھا۔

"او پلیز گزیل میرا دماغ خراب مت کرو جیسے تمہارے مسلے تمہارے ہیں ویسے ہی میرے مسئلے میرے ہیں میں خود دیکھ لوں گا" گزیل نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا،

اچھا ٹھیک ہے پھر سلا جو انداز میں گویا ہوئی۔

"تم اپنے مسئلے خود حل کر سکتے ہو لیکن میں تمہاری بہن ہوں اگر میں تمہاری مدد نہ کر سکوں تو میں کیسی بہن ہوئی"

"تو میں کیسا بھائی ہوا جس کی بہن کو کوئی تھپڑ مارے اور وہ یہ بات تک نہ جانتا ہو" گزیل کے سارے الفاظ دم توڑ گئے۔

تو کیا ایڈم کو معلوم تھا،

"بتاؤ گزیل میں کیسا بھائی ہوں جس کی بہنیں ہر محاذ پر اکیلی ہوتی ہیں بتاؤ گزیل ہاں کوئی جواب ہے"

اور گزیل آج پہلی بار ایڈم کے سامنے لاجواب ہوئی تھی۔ وہ وہاں کڑھی رہ گئی، ایڈم کب گیا اسے نہیں پتا تھا، اگر کچھ پتہ تھا تو یہ کہ ایڈم کو یہ بات معلوم تھی کہ جمیل نے گزیل پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ ایڈم اس پر چیخا ہے اور ایڈم اس سے ناراض ہے اور ایڈم پہلی بار اس سے ناراض ہوا تھا۔ اگر کوئی اپنا ناراض ہو تو کیا کرنا چاہیے یہ بات گزیل نے کبھی سوچی ہی نہیں، کبھی اپنا ناراض ہی نہیں ہوا تھا، پر کیا کبھی کوئی اپنا سچ میں نہیں ناراض ہوا تھا۔ وہ سیڑیوں پر ہی بیٹھی رہ گئی، سر دونوں ہاتھوں میں گرالیا، وہ رونا چاہتی تھی مگر وہ کیسے رو سکتی تھی، اس نے تو رونا نہیں سیکھا تھا۔ نازق نے تو کبھی رونا سکھایا ہی نہیں تھا۔ وہ اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف چلی

گئی، اپنوں کا ناراض ہونا دل کو اداس کر دیتا ہے۔ ہمارے اپنوں کی ہم سے کچھ امیدیں ہوتی ہیں جب وہ ٹوٹتی ہیں تو نہ صرف ہمارے اپنوں کا دل ٹوٹتا ہے بلکہ ہمارے اپنے دل کا ایک حصہ خالی ہو جاتا ہے۔ ایڈم کو یہ امید تھی کہ وہ اپنی بہنوں کو سپورٹ کرے گا نہیں پروٹیکٹ کرے گا، اس کی امید ٹوٹی تھی اور ٹوٹی ہوئی امیدیں انسان کے دل کو بہت خالی کر دیتی ہیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ہاسپتال کے ایک کمرے میں زیان اور دوسرے کمرے میں فتحان جبکہ نازق کا کمرہ خالی تھا۔ کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ خاصہ بھرا تھا۔ زیان کو کام سے کچھ فرصت ملی تو یاد آیا کہ وہ جرمن کھمبہ اس وقت ہسپتال ہی میں ہے، اسے تنگ کرنے کے خیال کے تحت زیان فتحان کے کمرے میں جانے کے لیے اپنے کمرے سے نکل گیا۔ راہداری کے ایک سرے پر زیان کا اوفس تھا جب کہ دوسرے سرے پر فتحان کا، یہ راہاداری عبور کرنا بہت مشکل تھا۔ یہاں پر دل کا علاج ہوتا تھا راہداری میں لوگوں کی چیخو پکار تھی، لوگوں کا اپنے

پیاروں سے الگ ہونے کا دکھ تھا، آس کی ٹوٹی ہوئی کرچیاں تھی۔ زیان روزانہ ان سب کو دیکھتا تھا مگر وہ اپنے ساتھی ڈاکٹروں کی طرح نہ تھا وہ جو اس سب کو دیکھ کر آگے بڑھ جائے، اس سے نہیں ہوتا تھا اسے ہر وقت یہ آوازیں اپنے کانوں میں سنائی دیتی تھیں۔ ہمارے اپنے اگر ہمیں چھوڑ جائیں یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ دنیا ہی چھوڑ دے، کم از کم وہ ہیں دل کو یہ تسلی تو رہے۔ فتحان کے اوفس تک جاتا ہر قدم وزنی تھا۔ اوفس کے باہر اسے ہنسنے کی آواز آئی، گلاس ڈور کہ اس پار وہ دیکھ سکتا تھا کہ فتحان کسی سے بات کر رہا ہے۔ فتحان کے چہرے پر خوشی تھی، فتحان نے دروازے پر کسی کی موجود محسوس کر کے سر اٹھایا۔ فتحان ایک ہاتھ میں فون پکڑے، دوسرے ہاتھ سے زیان کو اندر انے کا اشارہ کیا۔ اندر آتے ہی زیان شل ساکن اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا، زیان کو حیرت نے گھیرا ہوا تھا۔ ہاں جو مشکل سے مسکراتا تھا وہ ہنس رہا تھا۔ یا اللہ کیا فتحان مرنے لگا ہے، خیر اچھا انسان تو نہیں تھا۔ زیان کی حیرت میں اضافہ تب ہوا جب اس نے فتحان کی گود میں بیٹھی سفید اور بھورے رنگ کی بلی کو دیکھا، ہلکے بھورے رنگ کی انکھوں والی بلی۔ ذہن کے پردے پر ایک تصویر آئی ہلکے

بھورے رنگ کی انکھوں والی لڑکی جس کے بال گھنگریالے تھے ہلکے بھورے رنگ کے گھنگریالے جس کی رنگت سفید تھی، کیا کوئی جانور بھی کسی انسان کی یاد دلاتا ہے اس نے بے حد آہستہ آواز میں پوچھا،

"فتحان مونا ہے نا" زیان نے دروازے پر کھڑے کھڑے سوال کیے۔ انتہائی ادب سے جو جانتا تھا کہ وہ بلی تھی، مگر جانے کیوں وہ پوچھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت واضح تھی، فتحان کی مسکراہٹ گہری ہوئی اس کا مسکراتا چہرہ کتنا معصوم تھا۔ اس کو اڈم دے کر گیا ہے، وہ مسکراتے ہوئے بول رہا تھا جر من کھمبا کتنا دل کش مسکراتا تھا۔ یہ نازق کی بلی ہے،

Clubb of Quality Content

"بلی نہیں مونا ہے" کوئی فون سے چیخا تھا۔

"ہاں یہ بلی مونا ہے" فتحان شرارتی انداز میں مسکرایا اور فون جواب کا انتظار کیے بغیر بند کر دیا۔ زیان تیزی سے کرسی پر آبیٹھا،

"فتحان کیا مسئلہ ہے زندگی سے" زیان نے اپنے اظلی سنجیدہ لہجے میں پوچھا، سوال پر فتحان حیران ہوا اور پریشان چہرے کے ساتھ جواب دیا۔

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو"

"تمہیں پتا تا ہوں میں ایک بات یہ جس کو تم بلی کہہ رہے ہو یہ بلی نازق کی ہے میڈم اس بلی کے پیچھے انسان کو ایسا ذلیل کرتی ہیں کہ انسان کو اپنا آپ جانور لگے"

زیان ابھی کچھ اور بھی کہہ رہا تھا لیکن فتحان اسے نہیں سن رہا تھا،وہ مونا کے ساتھ کھیل رہا تھا۔اس بلی نے فتحان کو ایک گنگریالے بالوں والی لڑکی کی یاد دلائی تھی،وہی جس کی انکھیں ہلکے بھورے رنگ کی تھیں،مگر کانچ کی سی چمک لیے اس کے بال بھی اسی طرح کے تھے ہلکے بھورے رنگ کے۔جانے کیوں اس بلی سے وہ یاد آئی تھی۔وہ بلی کے بالوں پر ہاتھ پھیرتا مسکرا رہا تھا۔

Clubb of Quality Content!

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

شام کی نلاہٹ ابھی شروع ہونے کو تھی، پرندے اپنے گھر کی جانب رواں دواں تھے،

چاندی کا تھال آسمان پر چمکنے کو بے تاب تھا، ایسے میں فاطمہ احمد اور ندرت احمد آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ درمیان میں میز حائل تھا جس پر دو کافی کے مگز تھے۔

"کیا جمیل واپس آچکا ہے" ندرت نے فاطمہ سے پوچھا۔ فاطمہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہاں وہ کچھ وقت پہلے ہی ایا ہے" کہہ کر کافی کا مگ اٹھایا اور لبوں سے لگایا۔

"کیا یہ سب نازق نے کیا ہے" ہر چیز بدمزہ ہو گئی تھی۔ "ظاہر ہے ورنہ یہ کوئی پہلی بار نہیں تھا کہ جمیل نے کسی لڑکی کو ہراسہ کیا ہو" بات مکمل کرنے کے بعد فاطمہ نے کافی کا مگ دوبارہ اٹھایا،

"لیکن اس کی کوئی وجہ تو ہوگی ایسے ہی تو وہ جمیل کو جیل نہیں بھجوائے گی"

"ندرت ڈیئر اپنے ذہن پر زور مت ڈالو جو بھی وجہ ہو پتہ چل جائے گی" ندرت کی چلتی زبان کو بریک لگی۔

پورچ میں زن سے آتی گاری میز کے عتراف بیٹھی دونوں عورتوں نے دیکھی تھی، گاڑی سے ایک نوجوان لڑکا نکل کر اندر جانے لگا، مگر اس سے پہلے فاطمہ نے ایڈم کو آواز دی۔ وہ جو اپنے دھیان اندر جا رہا تھا، آواز پر مرو، سنجیدہ چہرہ لیے فاطمہ کو دیکھا۔ فاطمہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ایڈم سے ملی، البتہ ندرت اپنی جگہ پر ہی بیٹھی رہی۔

"ہیلو ایڈم کیسے ہو" وہ بے حد خوش اسلوبی سے پوچھ رہی تھیں، مگر فاطمہ کے سوال پر ایڈم بیزار ہوا تھا۔

"کوئی کام ہے آپ کو مجھ سے" انداز بے حد روکھا تھا اور بیزار بھی، اس کے ایسے انداز پر ان کی خوشی غائب ہوئی۔

"میں تمہیں مبارک دینا چاہتی تھی اس دن پارٹی پر نہیں دے سکی تھی بھول گئی تھی"

"تائی مجھے جمیل بھائی سے ایک بات کرنی ہے مجھے ایکسکیوز کریں" فاطمہ اس کے انداز کی بیزاری جان گئی تھی، اسی لیے ایڈم کو جانے دیا۔ ایڈم قدم قدم چلتا وہاں سے چلا گیا، البتہ ندرت اپنی مسکراہٹ چھپانے کی سئی کر رہی تھی، اور پہلے سے زیادہ ارام دہ لگ رہی تھی۔

مگر فاطمہ کو حیرت ہوئی تھی وہ مراد احمد کی اولاد کو ناپسند کرتی تھی پر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ بھی انھیں اتنا ہی ناپسند کرتے تھے، نازق کے علاوہ کیونکہ وہ تو شاید ان سے نفرت کرتی تھی۔

وہ اپنی کرسی پر جا بیٹھی کچھ دیر پہلے والی بے نیازی اب انکا ہو چکی تھی، البتہ ندرت اس سب سے لطف اندوز ہوئی تھیں۔

ایڈم راہداری میں چلتا نگاہ دیوار پر نسب پینٹنگز پر ڈالتا جا رہا تھا، اسے یاد تھا کہ نازق کو پینٹنگز خاص پسند نہ تھیں مگر زکی کو پسند تھیں، مگر احمد اراز میں کس کو پینٹنگز کا شوق تھا۔ راہداری کے سرے پر لفٹ نسب تھی، ایڈم نے لفٹ کا بٹن دبایا، آوازیں بلند ہوئی لفٹ نیچے آرہی تھی، دروازہ کھلا اور آسمہ باہر آئی آسمہ احمد کے چہرے پر ناپسندیدگی صاف ظاہر تھی۔ صبح کی نسبت وہ اپنے ہولیا درست کر چکی تھی اور اپنی عمر سے کم کی ہی لگتی تھیں، ظاہر تھا سارا سارا دن تو اس شکل کو سنوارنے میں لگا دیتی تھیں کتنا بہتر ہو اگر عمل بھی درست کریں ایڈم نے سوچا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو" وہ ایڈم کے سامنے کھڑی اس سے پوچھ رہی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں آپ سے ملنے آیا تھا" بازوں کو سینے پر لپیٹیں انکھوں کو پر سوچ انداز میں چھوٹا کیا وہ اب اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

" آب کیا کرنا چاہتی ہے تمہاری مکار بہن " ایڈم مسکرایا، سر جھکا کر پھر سر اٹھایا

" پھوپھو میں نے ایک بار ایک بات سنی تھی جانتی ہیں وہ بات کیا تھی" وہ لمحہ کور کا پھر جواب کا انتظار کیے بغیر خود ہی کہنے لگا،

"کوئی اگر تم سے کسی عورت کی برائی کرے تو یا تو وہ عورت وہ ہوتی ہے جو اس جیسی نہیں بن سکی ہو، یا تو وہ آدمی جو اسے ہارا نہ سکا ہو" بات کے اخر پر وہ مسکرایا، وہ نہیں مسکرائی۔

وہ کیسے مسکوراتی وہ مسکورا ہی نہیں سکتی تھیں آسمہ احمد کے ذہن کے پردے پر ایک منظر لہرایا، دھندلا منظر جو آہستہ آہستہ صاف ہو رہا تھا۔ اونچی چھتوں والے محل کی سٹڈی میں احمد صاحب کے تینوں بیٹے اور ایک اکلوتی بیٹی میز کے چاروں اعتراف اپنی نشتیں سنبھالے ہوئے تھے۔ ماحول میں تناؤ تھا وجہ احمد انڈسٹری پر ائی مالی تنگی تھی،

"آسمہ بات سمجھنے کی کوشش کرو ہمارے لیے بہت مشکل ہے یہ سب "اس وقت بھی قاسم احمد بڑے بھائی ہونے کا فرض نبھا رہے تھے۔

"کیا آب ہم تمہاری فیکٹریز کو بھی سنبھالیں؟"قاسم احمد کے چہرے پر واضح پریشانی تھی،

"ہر چیز اوٗٹ اف کنٹرول ہے ہم اس کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتے ہم کتنے سالوں سے کرائسز میں ہیں ہمارے لیے اب یہ مشکل ہوتا جارہا ہے تم سوچو اور سمجھو تو تمہیں پتہ چلے گا کہ ہمارے پاس اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہے ہم بینک کرپٹ ہو جائیں گے یا ہم ایک کام اور بھی کر سکتے ہیں"

سب نے ان کی طرف دیکھا آسمہ احمد کی سوالیا نظریں قاسم احمد کے چہرہ پر تھیں۔

"تم اپنی جیولری بیچ دو"اگلی کوئی بات قاسم احمد کو کہنے کی مہلت ہی نہ ملی اس بات نے آسمہ احمد کے اوسان خطا کر دیے تھے۔ وہ حاوث باختہگی کے عالم میں گویا پھٹ پڑی تھیں۔

"بھائی میرے پاس صرف پروپرٹی والا حصہ ہے جو کہ شرعی طور پر غلط ہے یا میری جیولری میرا شوہر مجھے طلاق دے چکا ہے میرے دو بیٹے ہیں جن کو مجھے سنبھالنا ہے کیا آپ سے کچھ بھی نہیں سنبھالا جا رہا"

ان کی آواز روند گئی، انکھوں میں نمئی تیر گئی، کوئی اور وقت ہوتا تو ان کے تینوں بھائی ان کو ایسا کرنے سے منہ کرتے اس وقت کم از کم اس وقت وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔

قاسم احمد انتہائی سنجیدہ تھے۔ میز سے کچھ دور نازق اور ازکان کھڑے تھے، کاروباری معاملات کا ان دونوں کو بھی معلوم تھا۔ ازکان تو ہر پیچیدگیوں سے واقف تھا وہ بھی کچھ عرصہ قبل سے کاروباری معاملات سنبھال رہا تھا، البتہ نازق کا یہاں ہونا غیر متوقع تھا، وہ دونوں خاموش نظروں کا تبادلہ کر رہے تھے۔

آسمہ تو پھر تم خود کیوں نہیں کرتی یہ سب، کیو تم اپنا حصہ نہیں سنبھالتی، داؤد اپنا دیکھ رہا ہے میں اور مراد اس کی مدد کر سکتے ہیں اور میں اور مراد کیا کیا کریں ہم کوشش کر رہے ہیں مگر یہ سب بہت مشکل ہے، داؤد کو بھی ابھی اس سب کی سمجھ نہیں ہے مگر وہ

کوشش تو کر رہا ہے نا،کم از کم آسمہ تم کوشش تو کرو،ہم کچھ نہیں بیچ سکتے سوائے جولری کے میں فاطمہ کی جولری استعمال نہیں کر سکتا وہ جانتی ہے کہ میں کیسے چیزوں کو مینج کر رہا ہوں،مگر وہ پھر بھی مجھے اپنی جیولری نہیں دے گی،اور میں اسے کیا کہہ کر لوں یہ کہ تمہیں اس کی ضرورت ہے وہ کبھی نہیں دے گی،اور نہ میں کبھی اس سے یہ کہہ سکوں گا وہ تیز تیز بول رہے تھے۔

ان کا سانس پھولنے لگا مراد احمد نے کرسی سے اگے ہو کر بوتل میں موجود پانی گلاس میں انڈیلا ہر طرف خاموشی چھا گئی کمرے میں کسی تیسرے نفوس کے ہونے کا احساس تک نہ ہوا خاموشی سے گلاس قاسم احمد کے ہاتھ میں تھمایا مقدس خاموش قائم رہی۔

"میں کچھ نہیں جانتی بھائی مجھے میرے بیٹوں کو دیکھنا ہے آپ نے کہا تھا کہ اپ یہ سب دیکھ لیں گئے"

Clubb of Quality Content

"کیا میں کچھ کہہ سکتی ہوں" آواز پر سب نظریں آواز کے تعقب میں گئی،نازق یہ آواز نازق کی تھی جس نے ہاتھ سینے کے گرد باندھے تھے،اور اس دن سے تخت کس کا تھا ملکہ یہ شہزادی یہ کون بھلا جان سکا ہے۔

"کیا آپ مجھے سن رہی ہیں" ایڈم کی آواز انھیں حال میں لے ائی،خیالوں کو ذہن کے پردے سے جھٹکا، پھر ایڈم کو دیکھا اس کی انکھیں ہلکے بھرے رنگ کی تھیں۔ایک دم ہی وہ نازق کی پرچھائی محسوس ہوا تھا۔

"تم بالکل اپنی بہن پر گئے ہو، تم نازق کا میل ورجن ہو، تمہاری انکھیں، تمہارے بات کرنے کا طریقہ، تمہارے بالوں کا رنگ،اگر کچھ الگ ہے تو یہ کہ وہ تم سے قد میں چھوٹی ہے" ایڈم مسکرایا،وہ جھکا اور آسمہ کے کان میں کہا

“This is the best compliment I ever had “

نازل کلب
Clubb of Quality Content

پھر سیدھا ہوا آسمہ اپنے سے قد میں لمبے اپنے بھتیجے کو دیکھ رہی تھیں، جس نے سیاہ رنگ کی ڈریس شرٹ پہنی ہوئی تھی آستینوں کو کوہنیوں تک موڑے سیاہ پنٹلون میں وہ نازق ہی کی طرح تھا، نازق کی کاربن کاپی۔

"کیا میں اتنا ہینڈسم ہوں کہ آپ مجھ پر سے اپنی نظریں ہٹا ہی نہیں پا رہی" یہ لڑکا انھیں لاجواب کر گیا تھا، ویسے ہی جیسے سالوں پہلے نازق نے کیا تھا پھر وقت گوارہا تھا کہ وہ ہر بار لاجواب ہوئی تھیں۔

"تم یہاں کرنے کیا ائے تھے آسمہ اقتا چکی تھیں، آسمہ کے تاثرات سنجیدہ ہوئے،

"میں آپکو اور آپ کے اس بیٹے کو بتانے آیا تھا کہ میری بہنوں سے دور رہیں وہ وقت اب نہیں رہا جب کوئی بھی اکر کچھ بھی کہے گا اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہو گا"

وہ ان کی انکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"میں اپنی بہنوں کے ساتھ ہوئے ہر ظلم کا حساب لوں گا" فانوس کی روشنی اس کی انکھوں پر پڑ رہی تھی، ہلکے بھورے رنگ کی آنکھیں یہ صرف نازق کی نہیں تھیں کسی اور کی بھی انکھیں تھیں۔

ایڈم مرا اور قدم قدم چلتا وہاں سے نکل گیا، پیچھے آسمہ اسے جاتا دیکھ رہی تھیں۔ واپسی پر ایڈم کے تاثرات ویسے نہ تھے جیسے اندر جانے سے قبل تھے۔ اس کا موڈ خاصا اچھا تھا فاطمہ اور ندرت میز کے گرد ہی بیٹھی تھیں ایڈم اسی طرف چلا آیا، مسکورا بھی رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

مراد احمد اپنی سٹڈی میں بیٹھے کسی کتاب کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ہی اپنی بیٹی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ بیٹی جس کی وجہ سے آج وہ شہر کے ٹاپ بزنس مینز میں سے تھے۔ دروازے پر دستک ہوئی، نازق نے اندر انے کی اجازت مانگی۔

"آپ نے مجھے بلایا تھا" نازق بالوں کی پونی بنائے اندر آئی، ہیل کی ٹک ٹک میں ایک وقار تھا۔ میز کے بالکل سامنے آکر وہ جواب کی منتظر تھی، کانوں میں بالیاں تھیں جس کے اندر ڈبہ شکل کے ہیرے تھے۔ مراد احمد نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی، اس سے پہلے کے مراد احمد کچھ کہتے وہ گویا ہوئی۔

"اگر آپ نے احسن صاحب والے پروجیکٹ کے بارے میں بات کرنی ہے تو میں آپ کو بتا دوں"

"نہیں مجھے اس سلسلے میں بات نہیں کرنی تھی نازق"

ان کا جوش اٹھانے سے پہلے ہی ٹھنڈا ہوا،

"داؤد احمد والے پلاٹ کا ایک"

"نہیں نازق میں نے اس لیے بھی تمہیں نہیں بلایا"

"از کان کے پروجیکٹ لیڈ کرنے کا بھی میں آپ کو"

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"نازق کیا ہمارے درمیان صرف کام کی ہی باتیں ہیں" جواب نہیں تھے مگر سوال تو کر سکتے تھے۔ نازق اپنی جگہ پر ساقت رہ گئی، الفاظ ٹوٹ گئے۔ یہ سماعت سے ٹکراتے الفاظ نہیں تھے جو اسے جامد کر رہے تھے، یہ وہ شخص تھا جس کے منہ سے یہ الفاظ نکل رہے تھے۔ نازق نے پلکیں جھپکیں ہر چیز خاموش ہو گئی، حتہ کہ سانس لینے کی آواز تک نہ آئی۔ مراد احمد نے اس خاموشی کو توڑا،

"وہ وقت بھی تھا نازق جب تم مجھے سارے دن کی روداد سنایا کرتی تھی" ان کی آواز بہت آہستہ تھی، اتنی کہ نازق بامشکل سن سکتی۔ نازق نے بے ساختہ ہی مراد کو دیکھا، "تم ہنسا کرتی تھی تمہاری مسکراہٹ زخمی نہیں ہوتی تھی" وہ زخمی سا مسکرائے، نازق کی انکھوں میں کچھ چمکا تھا شاید نمی۔

"ہمارے درمیان اتنا فاصلہ کیوں ہے ہم ایک دوسرے سے اتنا دور کیوں ہیں" وہ کہہ کر پھر چپ ہو گئے۔ مقدس خاموشی دوبارہ ان کے درمیان اگئی۔ اپنی جگہ پر کھڑی نازق کے گلے کے گرد جیسے کسی نے کانٹے دار تار لپیٹی ہو، انکھوں میں نمی اب کی بار واضح ہو گئی تھی،

ساری دنیا کو لاجواب اور بے بس کر دینے والی عورت، اپنے باپ کے اگے لاجواب ہوئی تھی، بے بس ہوئی تھی۔ شیلف میں پڑی کتابوں نے خاموشی اختیار کر لی، اتنی کہ گویا کوئی سٹڈی میں موجود ہی نہ ہو۔

نازق بامشکل لہجہ نارمل کرتی بولی،

"مراد بابا ہمارے درمیان بات کرنے کو کچھ نہیں ہے" کہہ کر وہ جانے کے لیے مری۔

کیا میری بیٹی میرے ساتھ کافی بھی نہیں پیے گی" وہ رکی مڑی نہیں، مڑ ہی نہ سکی، درمیان میں گزرے مہوسال آ گئے تھے۔

"یا تم مجھے میری غلطیوں کی سزا دے رہی ہو، میرے ساتھ ویسا سلوق کر کے جیسا میں نے تمہارے ساتھ کیا تھا"

وہ نا چاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گئے تھے، البتہ نازق کی انکھوں کی نمی سوکھ چکی تھی گلے پر سے کانٹے دار تار اتر چکی تھی، وہ قدم قدم چلتی میز تک آئی اب وہ کچھ دیر پہلے والی نازق نہیں تھی۔ وہ وہی نازق تھی جس کے بارے میں عوامی رائے تھی کہ یہ امیر باپ کی مغرور لڑکی

ہے، پیسہ کمانے کی مشین، حسین تو ہے مگر بد دماغ، بد لحاظ، بد تمیز، ڈائن، گنگرالے بالوں والی ڈاکٹر، لوگوں کو حقیر کرنا تو اس کا فن ہے، صرف نام کی نازق ہے ورنہ نرمی کا کوئی انسر اس میں نہیں پایا جاتا۔ میز کے سامنے آکر سینے کے گرد ہاتھ باندھے متوازن لہجے میں وہ بولی۔

"میں آپ کے ساتھ ویسا سلوک کر رہی ہوں، جیسا آپ نے میرے ساتھ کیا تھا، کیا آپ کو سچ میں ایسا لگتا ہے" وہ بے تاثر چہرے کے ساتھ کہتے ہوئے مراد احمد کے زخمی دل کو اور زخمی کر رہی تھی۔

"نہیں میں نے کبھی ایسا نہیں کیا، اور نہ میں کر سکتی ہوں جانتے ہیں کیوں، کیونکہ میں نے کبھی آپ کو جاننے کا نہیں کہا، کہہ ہی نہیں سکتی تھی، میں نے کبھی آپ کی غلطی پر آپ کو نظروں سے دور ہونے کا نہیں کہا، آپ نے کہا نازق میری نظروں کے سامنے سے چلی جاؤ میں چلی گئی، آپ کے سامنے کم آنے لگی"

وہ کہتی جا رہی تھی اور مراد احمد کو بہت سے منظر انکھوں کے اگے چلتے محسوس ہو رہے تھے۔

"بس میں کام کے وقت آتی، میں نے کبھی آپ کو آپ کی غلطی تک نہیں بتائی، آپ نے مجھے تنہا کیا، ریڑ کی ہڈی ٹوٹنا کیا ہوتا ہے یہ کوئی مجھ سے پوچھے تو میں اس کو بتاؤں کہ جب کوئی باپ جس نے اپنی بیٹی کو پر دیے ہوں اس کی غلطی پر اس کے پر کاٹ دے تو دنیا کے لیے صرف اس کے پر کٹتے ہیں لیکن در حقیقت اس کی ریڑ کی ہڈی ٹوٹتی ہے، ریڑ کی ہڈی دوبارہ نہیں جڑ سکتی، ریڑ کی ہڈی ٹوٹنے سے انسان محتاج ہو جاتا ہے، مگر نہیں میں نہیں ہوئی اس دن مجھے معلوم ہوا کہ میں آج محتاج نہیں ہوئی آج سے پہلے محتاج تھی، میں نازق تھی میں یا تو رو سکتی تھی یا دل پتھر کر سکتی تھی مگر نازق مراد احمد رونے والوں میں سے نہیں۔ جب انکھ دریا نا کر سکی تو دل پتھر کر لیا۔ میں کوئی عام لڑکی نہیں ہوں، میں نازق مراد احمد ہوں اور میں مضبوط ہوں وہ کہہ کر رکی نہیں اگر رکتی تو انسوں کا سیلاب بھر جاتا۔

اسے کسی کے سامنے نہیں ٹوٹنا تھا، چاہے وہ مراد احمد کی کیوں نہ ہو اپنی سٹڈی میں بیٹھے مراد احمد نے سر کرسی کی پرستی سے ٹیکا لیا، اور انھیں موند لیں ذہن کے پردے پر ایک کے بعد دوسرا منظر آیا، منظر ان کی انکھوں سے انسو بہانے لگے۔ انہوں نے کہا تھا کہ نازق ملکہ ہے اور ہر ملکہ کا تخت ہوتا ہے، پھر اگر کوئی ملکہ سے اس کا محبوب تخت لے جائے اور اس کو عام لوگوں کے درمیان انھی کی طرح رہنے کا کہا جن پر وہ حکومت کرتی تھی، اور وہ خود اپنے دل سے تخت سے دستبر دار ہو جائے تخت کی خواہش کو دل سے ترک کردے اور ان عام لوگوں کی زندگی کو قبول کرلے، تو سالوں بعد جب تم اس ملکہ کو اس کا تخت واپس کرو تو وہ اس تخت کو قبول نہیں کرے گی، اور وہ بھی ایسی ملکہ جس کو ایک بار چھوڑ دے تو پھر چھوڑ دے، جس کو ایک بار نہ کہے تو مر کر نہ دیکھے کیونکہ ملکہ تو ایسی ہی ہوتی ہے۔ اس کی پہچان تخت نہیں وہ خود ہوتی ہے کتابوں کا سانس ابھی تک رکا ہوا تھا کون جانے کبھی وہ سانس دوبارہ لے سکیں گی بھی یا نہیں۔

* * * * * * * * * * * * * * * *

سورج اپنی حدت سے سب کچھ جلسہ دے نے کو تیار کھڑا تھا۔ ازکی نے سفید رنگ کی شرٹ پر سفید ہی رنگ کی پینٹ پہنی ہوئی تھی، کانوں میں گول دائرے کے گرد میں ہیرے لگے تھے، لمبے بال کمر کی پشت پر بکھرے تھے، وہ صبح صبح کہیں جا رہی تھی۔ اپنے گاڑر کی طرف بڑھتی ہوئے اسے گھاس پر بیٹھی گزیل دکھائی دی، وہ چہرہ مورے اسے دیکھنے لگی، پھر کسی خیال کے تحت وہ قدم قدم چلتی اس کے پاس اگئی اور بہت آہستہ آواز میں گزیل کو پکارا۔ گھاس پر بیٹھی لڑکی نے رخ مور کر آواز دینے والی لڑکی کی طرف دیکھا، چہرا دھوپ میں واضح نہیں تھا۔ اس نے ماتھے پر ہاتھ کا چھجا بنایا اور آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھا، چہرہ واضح ہوا، شناسائی کا احساس چند لمحوں میں ہی ہو گیا۔ وہ جان گئی کہ آواز دینے والی کون تھی۔

"ازکی آپ کہیں جا رہی ہیں" جانے کیوں یہ سوال کر لیا شاید اس کی حلیے کی وجہ سے شاید۔ ازکی نے بھی اب کے ماتھے پر ہاتھ کا چھجا بنایا، گزیل نے سوالیہ نظروں سے ازکی کو دیکھا۔ ازکی نے سر اثبات میں ہلایا۔

"ہمم میں جارہی ہوں"

"کہاں جارہی ہیں"

"کسی سے ملنے جارہی ہوں تم اداس ہو"

"میں بھلا کیوں اداس ہونے لگی"ازکی مبہم سا مسکورائی،"لو بھلا اب اتنا براوقت بھی نہیں ایا کہ میں اس ادم خور کی ناراضگی کی پرواہ کروں ہوتا ہے تو ہوتا رہے ناراض"بے پرواہی سے شانے اچکائے، چہرہ بنایا اور انتہائی بچکانہ انداز میں بولی،وہ اس قدر معصوم انداز میں بولی تھی کہ ازکی ہنسنے لگی۔ گزیل نے برامنہ بنایا۔

"یہ آپ کیوں ہنس رہی ہیں"

"جھوٹی تمہاری شکل پر لکھا ہے کہ تم اداس ہو"

"تو اگر یہ پتہ ہے کہ میں اداس ہوں تو پھر یہ بھی پتادیں کیا کروں کہ وہ مان جائے"ازکی بات پکڑنا جانتی تھی ساتھ ہی شانے اچکائے،

"ظاہر ہے تمہیں اسے منانا ہے اور وہ کس طرح یہ بات سب سے بہترین تم خود جانتی ہو، سارا دن ساتھ ہوتے ہو تم سوچو کیسے اس کو منانا ہے" کہہ کر وہ مڑنے لگی جب گزیل نے پوچھا،

"آپ کس سے ملنے جا رہی ہیں" جانے کیوں اس نے پوچھ لیا، وہ جہاں بھی جائے اسے نہیں پوچھنا چاہیے تھا۔

"کسی سپیشل سے" کہہ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑی۔

گزیل اسے جاتا دیکھتی رہی۔ دھوپ اس کی سبز انکھوں پر پڑتی ان کو پر کشش بنا رہی تھی، لیکن یہ انکھیں الجھن زدہ تھیں۔ ایڈم کبھی کسی سے ناراض ہوا ہی نہیں اور اگر آج ہوا بھی تو کس سے گزیل سے۔ گزیل گھاس پر آنکھیں بند کیے لیٹ گئی وہ بہت سے احساسات سے دو چار تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

ایڈم مونا کہاں ہے نازق اپنی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی اور بے تاثر چہرہ لیے ایڈم سے سوال کیا

"ابلہ (ترکی میں بڑی بہن کے لیے استعمال ہونے والا لفظ) میں ابھی تو ایا ہوں"

وہ جو دروازے سے داخل ہو رہا تھا وہیں رک گیا، چند ثانیہ نازق ایڈم کو دیکھتی رہی اور وہ مظلوم بنا اپنی جگہ پر کھڑا اوفس کا جائزہ لینے لگا۔

"ایڈم مونا فتحان کے پاس کیا کر رہی ہے" ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے اسے کچھ سمجھنے لگا،

"وہ اصل میں، در حقیقت، اچھا میں بتاتا ہوں کیا ہوا تھا، وہ اصل میں"

ایڈم، نازق کے پکارنے پر وہ سیدھا ہوا، لبوں پر زبان پھیرتا اسے دیکھنے لگا۔

"ایڈم ہوا کیا تھا یہ بتاؤ"

"ابلا"

"نہیں ایڈم اس وقت ابلا بھی کام نہیں کرے گا" ایڈم نے ایک تھکی ہوئی سانس خارج کی، وہ جو سوچ کر آیا تھا کہ ابلہ والا مسکا چل جائے گا مگر نہیں اس کی اتنی اچھی قسمت کہاں۔

"نازق وہ جیسے بھی گئی میں ایسا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا" وہ اب کے کرسی پر آبیٹھا،

"انھیں مونا بہت اچھی لگ رہی تھی انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں انہیں مونا کچھ وقت کے لیے دے دوں اب میں ٹھہرا معصوم، شریف، اچھا ہنڈسم لڑکا، میں کیسے انہیں نہ کہتا" نہ چھاتے ہوئے بھی وہ مسکرادی تھی، وہ صرف ایڈم کے ساتھ مسکراتی تھی اسے ایڈم کی تقریر میں مونا کو بلی نہ بھولنا اچھا لگا تھا اور بھی کچھ اچھا لگا تھا مگر اس کا اعتراف خود سے بھی نہیں کر سکتی تھی۔

"اچھا تو مسٹر معصوم، شریف، ہینڈسم، بچے آپ گھر پر موجود ایک انتہائی ذہین، حسین لڑکی، جو رشتے میں آپ کی بہن لگتی ہے سے ناراض ہیں، وجہ میں آپ سے نہیں پوچھوں گی کیونکہ میں وجہ جانتی ہوں مگر میں تمہیں یہ کہوں گی کہ اس کو سمجھو"

ایڈم کا چہرہ بے تاثر ہوا،

"نازق میں صرف اس سے نہیں بلکہ ان سب لوگوں سے ناراض ہوں جنہوں نے مجھ سے یہ بات چھپائی"

"کیا مجھ سے بھی"ایڈم ہلکا سا مسکورایا۔

"میں نہیں جانتا کیوں مگر میں چاہ کر بھی آپ سے ناراض نہیں ہو سکتا"

"لیکن میں نے تو یہ بات تم سے نہیں چھپائی"

اگر ایڈم نازق سے کچھ نہیں چھپاتا تھا تو نازق بھی ایڈم سے کچھ نہیں چھپاتی تھی۔

"ایڈم جگہ بدلو تو تم جانو گے کہ اس نے ایسا کیوں کیا"

وہ اب اپنے اصلی سمجھانے والے انداز میں کہہ رہی تھی،اس کا یہ انداز بھی صرف ایڈم اور گزیل کے لیے تھا ازکی کو کبھی سمجھانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی اسے صرف کہنا پڑتا تھا باقی وہ خود بہت سمجھدار تھی۔

"نازق اس بار نہیں کیا میرا کوئی حق نہیں تھا کہ میں جان سکتا"

وہ ابھی اور کچھ کہتا کہ نازق بول پڑی۔

"ایڈم جگہ بدلو، ایڈم بن کر نہیں گزیل بن کر سوچو میں جانتی ہوں کہ تمہیں برا لگا ہے مگر گزیل کو جو لگا ہے وہ بھی تو جاننے کی کوشش کرو، محافظ ہو تم اس کی بہت سی غلطیاں معاف کرنی ہو گئیں ایڈم تمہیں اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرنا ہو گا تمہیں اس وقت اسے سپورٹ کرنا تھا مگر تم اس سے ناراض ہو کیا تم وہی نہیں کر رہے جو تمہیں نہیں کرنا تھا تم بھی تو وہی کر رہے ہو جو دوسرے کرتے ہیں ایڈم تم اس کے محافظ ہو اس کے محرم ہو اس کے گھر کے مرد ہو، اللہ تعالی نے تمہیں اس کا محافظ بنایا ہے اس کا حاکم نہیں اس کے ساتھ یوں کرو گے تو وہ اپنے محافظ سے ڈرنے لگے گی باتیں چھپانے لگے گی محافظوں سے ڈرتے نہیں ہیں اگر ان سے ڈرنا پڑے وہ محافظ نہیں ہوتے"

"نازق کیا میں نے اسے کبھی ایسا احساس دلایا کہ جس کی وجہ سے اسے لگا ہو کہ میں اسے جج کروں گا، یقین کریں اگر وہ یہ سب مجھے اعتماد میں لے کر کرتے تو میں اسے جمیل بھائی کو ایک تھپڑ نا مارنے دیتا"

نازق نے ایڈم کو دیکھا

"پھر کیا کرتے" ایڈم شا نے اچکا کر بولا،

"کم از کم بھی دس تو مارتی، دس تھپڑ ان کے منہ کا نقشہ بدل دیتے"

نازق کھلکلا کر مسکرائی،

"یقین کریں نازق جمیل بھائی کا منہ دیکھنے والا تھا" وہ اب دبے دبے جوش سے کچھ بتانے لگا تھا۔

"جس دن بد صورت نے انہیں تھپڑ مارا تھا میں نے ان کا چہرہ دیکھا تھا سوجھا ہوا تھا چہرے پر ایک زخم بھی تھا خاصہ زور سے تھپڑ پڑا تھا لگتا ہے،اس کے ہاتھوں میں 10 مردوں جتنی طاقت ہے"

وہ جو تاثرات سنجیدہ کرنے لگی تھی ہنس دی،ایڈم اس کو دیکھنے لگا کتنا وقت گزر گیا تھا وہ مسکرائی نہیں تھی۔ ایڈم کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

"اچھا بس گھر جاؤ اور بی نوح کے انے کی اطلاع دو"مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"کیا"

ایک تو ایڈم کا "کیا" ہمیشہ ضرورت سے زیادہ بلند ہوتا تھا۔ "میری دشمن واپس آرہی ہے"

"بس کرو ایڈم وہ اپنی نواسی کو بھی لارہی ہیں"

ایڈم کے چہرے پر خوشی دوبارہ آئی اسے یاد تھا وہ بچی ایک بار پہلے بھی آئی تھی اور اس کے آنے سے گھر میں رونق آئی تھی،

"مگر نازق وہ کیوں میرا مطلب ہے خیریت سے ارہی ہیں" نازق نے گردن فائل پر جھکالی،
ایڈم اس کی بات سمجھ گیا تھا اس نے سر اثات میں ہلایا، اور اوفس سے باہر نکل گیا۔ وہ بچی
کے انے سے خوش بھی تھا اور اداس بھی، مگر وہ بی نوں کے آنے سے قطعاں خوش نہ تھا۔

کڑھکیوں سے چھن کر اتتی دھوپ نور کے بالوں پر پڑ رہی تھی۔ نور کسی کیس کی فائر سٹڈی
کر رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی،

کون؟

"فرید الدین"

اجاؤ، نور نے فائل سے سر اٹھائے بغیر اندر آنے کی اجازت دی۔ ایک پستہ قد آدمی اندر آیا
رنگ گندمی تھا، مگر نکوش تیکھے تھے۔

Clubb of Quality Content!

"کیا ہے فرید الدین جلدی کہو وقت نہیں ہے میرے پاس"ہاتھ کمر پر باندھے فرید کہنے لگا،

"کوئی ملنے آیا ہے کہہ رہے ہیں کہ مس ایڈ نبرگ سے کہو"فرید کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی نور نے اسے اس انسان کو اندر بھیجنے کو کہا۔

"ابھی کہہ رہی تھی کہ بہت کام ہے اور اب کہتی ہے کہ اس کو بلاؤ وہی نا چھوٹی ہے نا بس میری تنخہ نہیں برھانا چاہتی"

کچھ دیر بعد ایک آدمی اندر آیا ہلکے نیلے رنگ کی پولو شرٹ کے ساتھ سفید پنٹلون پہنے خاصہ لمبا آدمی ہاتھ کو ماتھے تک لے جا کر دو انگلیوں سے سلام کر رہا تھا۔

"کیا میں اندر آسکتا ہوں"نور نے نگاہیں اٹھائی،وہ دروازے سے پہلے ہی اندر آچکا تھا۔

"آپ پہلے ہی اندر ہیں"آدمی ذرا سا مسکورایا،

"کیا میں یہاں کرسی پر بیٹھ سکتا ہوں"کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جیسے اگر میں نہ کہوں گی تو تم کھڑے رہو گے"

"کم اور نور تم اتنے غصے میں کیوں رہتی ہو" نور نے درام سے فائل کو بند کر دیا اور کھڑی ہوئی کیوں کہ ادریس تم مجھے غصہ دلاتے ہو وہ غصے اور استیال سے بولی کہ ایک لمحے کو وہ ٹھنڈے لہجے والی نور نہ لگی چند ثانیے وہ اسے دیکھتا رہا پھر بولا،

"کیا میں غصہ دلاتا ہوں"

"نہیں نہیں تم کچھ بھی نہیں کرتے بس مجھے دماغ خراب کرنے کا شوق ہے تم سے بحث کرنا اچھا لگتا ہے" نور نے طنزیہ انداز میں کہا۔اب کے ادریس نے تاثرات مصنوعی سنجیدہ کیے،

"دیکھا مجھے پتہ تھا نکل آیا ہے نا سچ منہ سے تمہارے" نور نے انکھیں بند کر کے ایک سانس خارج کی اب کے وہ پر سکون لہجے میں بولی،

Stop it Idress,just stop it

"تمہارا مسئلہ کیا ہے نور"

"تمہیں پتہ ہے کہ میرا مسئلہ کیا ہے ہر چیز کا ایک ٹائم ہوتا ہے میں نے تم سے ٹائم مانگا ہے کیا تم مجھے وہ ٹائم دے سکتے ہو"

نور نے اب کے دھیرے سے کہا ادریس چند لمحے خاموش رہا پھر بہت آرام سے نرمی سے کہا،

"تمہیں جتنا وقت چاہیے تم لے لو میں تم سے ابھی شادی کا نہیں کہہ رہا میں صرف جواب چاہتا ہوں ہاں یا نا دونوں ہی صورتوں میں تمہارے فیصلے کی عزت کروں گا اگر تم ہاں کہو گی تو تمہارے لیے ساری دنیا سے لڑوں گا ساری دنیا کو چھوڑ دوں گا اور اگر نہ کہو گی تو بہت احترام اور عزت سے تمہاری کہانی سے چلا جاؤں گا اس طرح کے کبھی تھا ہی نہیں بس ایک بات یاد رکھنا تمہارا جواب جو بھی ہو گا میں اس کی عزت کروں گا اپنی محبت کو تمہارے لیے کرس نہیں بننے دوں گا" کہہ کر وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا، نور اسے جاتا دیکھتی رہی وہ دروازہ بند

کر کے باہر نکل گیا۔ وہ وہیں کھڑی رہ گئی کرسی اپنی جگہ پر ہی تھی اس نے ہاں نہیں کہا تھا اور وہ وہاں بیٹھا بھی نہیں تھا۔

****************

مراد احمد، قاسم احمد اور داؤد احمد کے ہمراہ کسی میٹنگ میں جانے کے لیے تیار تھے۔ البتہ اسمہ احمد ابھی نہیں آئی تھیں، وہ اپنی بہن کا انتظار کر رہے تھے۔ نازق اور ازکان بھی گلاس ڈور سے اندر قاسم احمد کے اوفس کا منظر بہت آرام سے دیکھ رہے تھے، تینوں بھائی آپس میں کچھ کہہ رہے تھے۔ قاسم احمد کسی بات پر ہنس رہے تھے ان کی مسکراہٹ کتنی اچھی تھی وہ دادا کی پرچھائی لگتے تھے۔ نرم سی مسکراہٹ، شفیق سی مسکراہٹ، تینوں بھائی زندگی کے اخری سالوں میں تھے، زندگی کا طویل ترین سفر جسے ختم ہونے کو ہو۔ قاسم احمد اکثر کہا کرتے تھے، کہ اب ان کا وقت پورا ہو چکا ہے۔ انہیں ہمیشہ لگتا تھا کہ وہ بھائیوں میں سب سے پہلے بابا سے ملیں گے، مگر انسان بھی بھلا حقیقت کو جان سکتا ہے۔ انسان کیسے سوچ سکتا

ہے کہ ہر چیز ویسے ہو گی جیسے وہ تصور کرے۔نازق کے ساتھ کھڑا ازکان باغور اس کی نظروں کا جائزہ لے رہا تھا۔

"تمہارا کیا پلان ہے" ازکان نے بغیر کسی تمہید کے سوال کیا۔

وہ اپنی جگہ پر ہی کھڑی رہی،

"تم کیا کرنے والی ہو"

نازق کی نظریں گلاس ڈور پر جمیت رہیں،وہ بہت آہستہ اور پر اعتماد انداز میں بولی،

"جو بھی کروں گی سب کو پتہ چلے گا"

ازکان ہلکا سا مسکرایا،

"ماننا پڑے گا شیطان کا دماغ ہے تمہارا"

وہ ان کے درمیان ہوئی پہلی بے تکلف بات تھی،ازکان شاید پارٹی والے معاملے کو بھول چکا تھا۔نازق نے نظروں کا رخ ازکان کی جانب کیا۔

Clubb of Quality Content

"ازکان جہاں تک مجھے یاد ہے ہمارے درمیان دوستی نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے کام ہے تو مجھ سے صرف اس کے متعلق بات کیا کرو اس کے علاوہ مجھے تمہیں برداشت نہیں کرنا اور اگر تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں کسی بھی ڈیل کا کلو دوں گی تو نہیں ایسا نہیں ہونے والا"اس کا لہجہ سنجیدہ دوٹوک اور بے تاثر تھا۔ازکان کا بس نہیں چلا تھا کہ وہ نازق کا سر گلاس ڈور میں مار دے،کوئی کبھی نہیں چاہتا کہ اس کو ایک عورت حکم دے،اس کو سپروائز کرے،اس کو لیڈ کریں،ہم جتنا بھی ورکنگ وومن کے نعرے لگائیں ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ عورت مردوں کی ایک فوج کی کماندار ہو سکتی ہے۔لیکن کیا وہ جو اس کے ساتھ تھی وہ کماندار تھی، نہیں وہ تو ملکہ تھی اور ملکہ صرف مردوں کی فوج پر حکمرانی نہیں کرتی وہ پوری ریاست پر حکمرانی کرتی ہے،ملکہ تو پھر حکمرانی کے لیے پیدا ہوتی ہے۔آسمہ احمد راہداری عبور کرکے کانفرنس روم کی طرف آتی دکھائی دی احمد صاحب کے تینوں بیٹے بھی اب راہداری میں کانفرنس روم کی جانب بڑھ رہے تھے آج تخت کا فیصلہ تھا،ایک ریاست کا فیصلہ تھا اس ریاست میں کون کون تھا؟

شہزادے، شہزادیاں، دور ماضی کے سلطان جواب تخت کا وزن نہیں اٹھا سکتے تھے، اور، اور کیا کوئی اور بھی ہوتا ہے۔ نازق کی نظریں ابھی بھی راہداری پر تھی۔ آسمہ احمد گلاس ڈور سے اندر جاتی دکھائی دی۔

ہاں ایک شہزادی ہوتی ہے، جس نے تخت کو نہ کہا ہوتا ہے۔

پر کوئی تخت کو نہ کیوں کہتا ہے؟

کیونکہ تخت ذمہ داری ہے، فرض ہے، بھلا وہ شخص جس کو سب کچھ سونے کی تھال میں مل رہا ہو وہ تخت کی کانٹوں بڑی زندگی کیوں لے، وہ بھی ایسی ذمہ داری جس میں اس کو اپنی ہر کمفرٹ چھوڑ دینی ہو۔

اس شہزادی کو لگتا ہے کہ تخت اسی کا ہے۔

پھر کیا ہوا اگر ملکہ وہ نہیں، لیکن تخت کا ایک اصول ہوتا ہے یہ نا اہل لوگوں کا نہیں ہوتا اور اگر کوئی نا اہل وقتی طور پر اہ بھی جائے تب بھی تخت زیادہ دیر اس کو قبول نہیں کر سکتا۔

نازق کے قدم اب کانفرنس روم کی جانب تھے، ازکان نے نازق کو جاتے دیکھا گنگریالے بال شانوں پر بکھرے تھے، سفید شرٹ پر ہلکے بھورے رنگ کی پینٹلون، ساتھ سفید ہیلز جس کی ٹک ٹک کی آواز اب کم ہو رہی تھی۔

آج تخت کس کا ہونا تھا وقت بتائے گا۔

ازکان فائل اٹھاتا اپنے سیکرٹری کے ساتھ کانفرنس روم کی جانب بڑھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ازکی کی گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے باہر رکی، انکھوں پر کالا چشمہ پہننے جب وہ باہر آئی تو ارد گرد کے لوگ اسے دیکھنے لگے۔ یہ اس کی پورا اعتمادی تھی یا اس کی مہنگی گاڑی کا روب کہ لوگ رک رک کے اسے دیکھتے تھے، پر وہ عام لڑکیوں کی طرح اس بات پر خوش نہیں ہوا کرتی تھی۔ ظاہر ہے وہ ازکی تھی اسے عام لڑکیوں سے مختلف ہی ہونا تھا۔ ریسٹورنٹ میں داخل ہو کر اس نے نظریں گھمائیں، پھر ایک میز کی جانب بڑھی۔ وہ میز کے سامنے کھڑی تھی، اور اس کے بالکل سامنے وہ کھارہا تھا، گہرے نیلے رنگ کے تھری پیس سوٹ میں

ملبوس زیاد۔ سورج کو بادلوں نے ڈھکا ہوا تھا، لیکن نہ جانے کہاں سے کچھ کرنین اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ زیاد ازکی کے قریب پڑی کرسی تک آیا، وہ اس کو ازکی کے لیے دھکیلا، ازکی ہلکا سا مسکرائی۔

دھوپ ہاتھ میں پہنی بریسلیٹ پر پڑ رہی تھی، اور وہ چمک رہی تھی۔ بریسلیٹ پر انفینٹی کا نشان بنا ہوا تھا، زیاد نے بہت نرمی سے بہت محبت سے ازکی کا ہاتھ پکڑا بریسلیٹ کو سیدھا کیا پھر اشارے سے بیٹھنے کا کہا۔ وہ موم کا ڈھیر ہو گئی، وہ کرسی پر بیٹھئی، زیاد اپنی کرسی پر جا بیٹھا۔

"قلبن ازکی آپ کیسی ہیں" قلبن ازکی ترک زبان میں دل کی محبت کو کہتے ہیں قلب یعنی دل عشک یعنی محبت۔

"تم واحد انسان ہو زیاد جو میرا پورا نام لیتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ مجھ سے سچ میں کوئی دل سے محبت کرتا ہو" وہ مسکرائی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ویسے اس لنچ کی کوئی خاص وجہ "دونوں ریسٹورنٹ کی بلائی منزل پر تھے، نیچلی منزل پر کچھ لڑکے اور لڑکیاں گٹائر بجا رہے تھے، انتہائی خوبصورت آواز۔

"زیاد کیا تم جانتے ہو کہ میری بہن بھائی کے علاوہ بھی میں کسی کی فرسٹ پیاؤرٹی ہوں، کوئی ہے جو مجھ سے ایسی محبت کرتا ہے جسی میں چاہتی ہوں"

"ازکی مجھے تمہارے لیے وقت نکالنا اچھا لگتا ہے، تمہارے ساتھ ہوتا ہوں تو وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا" سورج کی کرنیں زیاد کے چہرے پہ پڑ تیں، اس کی بادامی رنگ آنکھیں چمکا رہی تھیں۔

ازکی کے لیے اس سے زیادہ مکمل منظر کوئی ہو سکتا تھا؟ زیاد نے کورٹ کی جیب سے ایک ڈبی نکالی، گہرے نیرے رنگ کی ڈبی ازکی نے پہلے ڈبے کو دیکھا، پھر زیاد کو،

"یہ کیا ہے"

زیاد نے ڈبی کو بہت آرام سے کھولا، ڈبے میں انگوٹھی تھی، جس پر ایک ننھا ہیرا بالکل درمیان میں لگا ہوا تھا۔

"کیا تم ازکی مراد احمد سے ازکی زیاد احمد بنا چاہو گی" زیاد کے چہرے پر مسکراہٹ تھی، ازکی البتہ سنجیدہ تھی۔ "زیاد" اس نے بہت آہستہ کہا اتنا کہ وہ خود بھی بامشکل سن سکے اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔ وہ جانے کے لیے اٹھی، زیاد بے اختیار اٹھ گیا۔

"ازکی کیا ہوا"

"مجھے گھر جانا ہے"

"پر ابھی تو لنچ بھی نہیں کیا"

"نہیں زیاد مجھے گھر جانا ہے"

گیٹار کا میوزک سورج کی کرنین ہر چیز کا فسو ٹوٹ چکا تھا نیلے رنگ کی ڈبی میز پر ہی پری رہ گئی، اور ازکی وہاں سے چلی گئی۔ زیاد اپنی جگہ کھڑا بس ازکی کو جاتا دیکھتا رہا، یہاں تک کہ وہ نظروں سے دور ہو گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا کسی کا چلے جانا دل کو اتنا ویران کر دیتا ہے کہ لوگوں سے بھری محفلوں میں بھی دل ویران ہی رہے۔

**************************

کانفرنس روم کی سربراہی کرسی پر قاسم احمد بیٹھے تھے،دائیں اور بائیں جانب مراد احمد اور داؤد احمد بیٹے تھے۔ نازق مراد کے ساتھ بیٹھی تھی،وہ دونوں یوں تھے جیسے رات کو ان کے درمیان کچھ ہوا ہی نہیں وہ باپ بیٹی کا بزنس لیکن کسی بھی مسکراہٹ سے پاک چہرا،از کان البتہ مسکرا رہا تھا۔ نازق کے بالکل سامنے والی جگہ پر از کان بیٹھا ہوا تھا۔ از کان اور نازق آمنے سامنے ہی بیٹھا کرتے تھے۔ آسمہ احمد البتہ از کان کے ساتھ بیٹھی تھیں،وہ نہیں جانتی تھیں کہ آج وہ سب یہاں کیوں تھے۔ وہ نہیں جانتی تھیں کہ آج تخت کے فیصلے کا دن تھا۔ شہدادی تو پہلے سے ہی تخت کو نہ کہہ چکی تھی،اسے کیا اس سب سے اس کا کیا لینا دینا۔ قاسم احمد نے بات کا اغاز کیا،

"میرا خیال ہے کہ ہمیں شروع کرنا چاہیے، بغیر کسی تمہید کے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بابا کی ول کو پورا کرنے کا وقت آچکا ہے، جس وقت ہمیں بابا کی ویل ملی تھی اس وقت ہماری انڈسٹری نقصان اور قرض کا شکار تھی، لیکن آج سالوں کی محنت کے بعد جب ہماری کمپنی نہ صرف لاہور بلکہ پورے پاکستان کی ٹاپ کمپنیز میں سے ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اب ہم چاروں بہن بھائیوں کو اپنے اپنے حصے کی ذمہ داری لینی چاہیے۔ میں اور مراد تو ریٹائر ہو رہے ہیں" وہ کہہ رہے تھے اور آسمہ احمد کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا تو دوسرا جاتا تھا ان کا ذہن سب کچھ ڈی کوڈ کر چکا تھا۔ وہ جانتی تھیں کہ اب کیا ہونے والا ہے۔

"میرے اور مراد کی کمپنیز کے چیئر پرسن از کان اور نازق ہیں اب احمد انڈسٹرز میں جس کا جو حصہ ہے وہ خود سنبھال لے کیونکہ اس سے زیادہ اب ہم نہیں سنبھال سکتے داؤد اسمہ تم دونوں اب خود دیکھو اپنا بزنس"

آسمہ احمد ڈحرام سے اٹھی،

"یہ سب کیا ہے آپ ایسا نہیں کر سکتے بھائی آپ ہوتے کون ہیں ایسا کرنے والے" ساتھ ہی ایک ہاتھ زور سے میز پر مارا، قاسم احمد بھی کھڑے ہوئے ان کے ساتھ ہی مراد احمد، داؤد احمد، اور ازکان بھی اٹھائے تھے، نازق نہیں اٹھی وہ بیٹھی رہی۔

"آسمہ میں کون ہوتا ہوں مجھے مجبور مت کرو کہ میں دہراؤں کہ میں کون ہوں تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہارا جو دل آیا وہ کرو گی اور کوئی تم سے حساب بھی نہ لے گا"

نازق ہاتھ سینے پر باندھے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے ہنوز آسمہ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ کھڑی نہیں ہوئی یہ چیز سب کو عجیب لگی تھی، یہاں تک کہ خود مراد احمد کو بھی، مگر کوئی اس سے اپنی جگہ چھوڑنے کا کیسے کہہ سکتا تھا۔

"کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ نے کیا ہی کیا ہے میرے لیے" آسمہ احمد پر اسمان ٹوٹا تھا، شہزادی بھول گئی تھی کہ وہ ملکہ نہیں ہے اور اب شہزادی کو ملکہ کا تابع ہونا تھا، یہ خیال ہی کتنا خوفناک تھا۔ ملکہ جو پہلے چھوٹی تھی مگر آج وہ تخت کی وارث تھی، تخت اس کی ملکیت تھا ہمیشہ سے ہی۔

"اسمہ تمہیں پتا ہے تم کیا کہہ رہی ہو" مراد احمد کی آہستہ مگر سنجیدہ آواز نے سب کو اس طرف دیکھنے پر مجبور کیا، ان کا چہرہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے کہ اگر میں کچھ کہتا نہیں تو مجھے کچھ نظر بھی نہیں آتا ہم سالوں کرائسز میں رہے لیکن تمہیں اور تمہارے بیٹوں کو کسی چیز کی کمی نہیں ہوئی ہر طرح کا آرام ملا تمہاری کمپنی بینکر پٹ ہونے والی تھیں میری بیٹی نے نازق نے تمہاری کمپنی کو آج اس مقام پر لا کھڑا کیا" داؤد احمد اس سب سے بے خبر بس نازق کو دیکھ رہے تھے۔

"یہ لڑکی کس وقت اتنی بڑی ہو گئی انہیں پتہ ہی نہیں چلا"

"تم اور تمہارے بیٹے کمپنی کی شکل تک نہیں دیکھتے لیکن اس کا پیسہ لینا بھی نہیں بولتے تمہارے بیٹے اب اس قابل ہو گئے ہیں کہ وہ اب خود کو سنبھال سکتے ہیں تو اب تم اور تمہارے بیٹے جانے کہ کیا کرنا ہے ہم اب مزید کچھ نہیں کر سکتے اور نہ کریں گے تمہارے لیے یا تمہارے اس نشئی بیٹے کے لیے" مراد احمد کی سانس پھولنے لگی وہ بامشکل میز کا سہارا لیتے توازن برقرار رکھے ہوئے تھے۔

اسمہ احمد اپنی جگہ کھڑی رہ گئی خاموش ساکن کیا کوئی ان سے بھی اس لہجے میں بات کر سکتا ہے وہ بھی مراد احمد انہوں نے سوچا بھی نہ تھا۔

"تمہارا بیٹا میری بیٹی کو تھپڑ مارے اور میں آنکھیں بند کر لوں گا کیا تم نے یہ سوچ رکھا ہے اور تم کیا سمجھتی ہو کہ تم چاہے میری بیٹی کو اس کی ماں کے بارے میں غلط کہو گی اور وہ سنتی رہے گی"

ان کی سانس پھولی ہوئی تھی۔ قاسم اور داؤد احمد سوالیا نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے پھر مراد کو جن کو نازق پانی کا گلاس دے رہی تھی۔ ازکان نے نازق کو باغور دیکھا نازق نے بھی ازکان کو دیکھا پھر بے نیازی سے شانے چکائے، ازکان سر جھکا کر مسکرایا ذہن کے پردے پر ایک منظر لہرایا ازکان کے اوفس میں آسمہ احمد اور نازق کی آواز آرہی تھی یہ وزٹ ڈے تھا۔ اس دن یا مراد احمد یا قاسم احمد اپنے پورے سٹاف کی شکایات سنا کرتے تھے۔ سٹاف سو دو سو لوگوں پر مشتمل نہ تھا، بلکہ ہزاروں کی تعداد پر مبنی تھا۔ مشکل سے چند کی شکایات سنی جاتی تھیں، البتہ شکایات ہوتی کم ہی تھیں اس مسئلے کا حل نازق نے یوں نکالا

تھا کہ دونوں ہی سٹاف کی شکایات حل کریں مگر وہ شکایات جو لکھ کر دی جائیں، پھر ہوا یوں کہ سٹاف کی شکایات حال کر لی جاتیں اور ان پر عمل بھی ہو جاتا تھا۔ اس دن بھی مراد احمد نازق کو سرہانے آرہے تھے جب یہ ساراواقعہ پیش آیا۔ ہر چیز پرفیکٹ ٹائم پر ہوئی تھی آسمہ کا آنا، مراد کا انہیں دیکھنا، اٹھے ہوئے بلائنڈز، شیشے کے اس پراز کان کا مراد احمد کو دیکھنا، اور آخر پراز کان کا مراد کو دیکھ کر شپ رہنا۔ "کیا کوئی مجھے بتائے گا کہ یہاں ہو کیا رہا ہے" قاسم احمد کی آواز نے سب کو ان کی طرف متوجہ کیا۔

"بابا جمیل نے گزیل کو اس کی یونیورسٹی میں تھپڑ مارا تھا بات میڈیا پر نہیں آئی پر کسی اور لڑکی نے جمیل پر کیس کر دیا اور انہیں اشارہ آسمہ کی طرف تھا لگا کہ یہ سب نازق نے کیا ہے جبکہ یہ خود اپنے بیٹے کی حرکتوں سے ناواقف نہیں تھیں۔

"آخر یہ ہو کیا رہا ہے" قاسم احمد کچھ کہتے اس سے پہلے نازق بول اٹھی،

"آپ سب بیٹھ سکتے ہیں" نازق نے انتہائی سنجیدہ چہرے کے ساتھ کہا۔ سب پہلے تو ایک دوسرے کو دیکھنے لگے، مگر پھر سب اپنی نشستیں سنبھالنے لگے، آسمہ نہیں بیٹھی وہ بیٹھ ہی

نہیں سکتی تھیں۔ نازق اپنی جگہ سے اٹھی، ایک سرمئی رنگ کی فائل لیے مراد احمد کے عقب سے نکلتی آسمہ احمد کے بالکل سامنے آکھڑی ہوئی فائل والا ہاتھ اٹھایا،

"اس فائل میں پچھلے 13 سال کے ریکارڈز ہیں اب ہمارے راستے الگ ہیں آپ اپنے حصے کی پراپرٹی کا کیا کرتی ہیں اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے البتہ، چونکہ ازکان میری کمپنی کا سب سے ضروری اور سال کا سب سے بڑا پروجیکٹ لیڈ کر رہا ہے میری اور تایا کی کمپنی کو میں سنبھالوں گی کیونکہ یہ پروجیکٹ دونوں کمپنیز کے لیے فائدہ مند ہے اور دونوں کمپنیز اس میں پارٹنر ہیں اور ازکان اس پروجیکٹ کو لیڈ کر رہا ہے، اور رضامندی دے چکا ہے تو اب وہ یہ پروجیکٹ لیڈ کرے گا اور جیسا کہ احمد انڈسٹریز کے اصولوں کے تحت پروجیکٹ لیڈ کرنے والا صرف پروجیکٹ لیڈ کرتا ہے تو تایا کی کمپنی بھی میں ہی سنبھالوں گی"

ازکان کا دماغ بھک سے اڑا، شاید اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے، یہ شاید کیا وہ جاگ بھی رہا ہے، یہ خواب تو نہیں، اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ حلق میں ہی دم توڑ گئے، صدمہ گہرا تھا۔ ہر چیز غلط ہوئی تھی، چیزوں کو ایسا تو نہیں ہونا تھا، اسے تو لگا تھا کہ وہ اور نازق ایک

ساتھ کام کرنے کے بجائے آمنے سامنے کھڑے ہوں گے۔ از کان کے لیے اس بات کو تسلیم کرنا تو بہت دور کی بات تھی، اس کو سوچ کر ہی دل ڈوب جاتا تھا کہ نازق اس کی بوس ہو گی۔

از کان نے چہرہ موڑ کر اسے جاتا دیکھا گلاس دور تک جاتی نازق کا صرف از کان کی نظروں نے تعاقب کیا تھا۔ گلاس ڈور کے سامنے آکر وہ رکی اور مڑ کر از کان کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نازق نے بے نیازی سے شانے اچکائے اور کانفرنس روم سے باہر چلی گئی۔

"کاش اس دن زکی کی جگہ نازق گری ہوتی" اس کے ارد گرد کیا ہو رہا تھا، اسے کچھ خبر نہیں تھی۔ ذہن مفلوج ہوتا جا رہا تھا۔

کانفرنس روم سے باہر آکر نازق اپنے اوفس کی جانب بری اس سے اب بہت کچھ کرنا تھا۔

" کیسی ہو کویک" اس نے ارد گرد دیکھا ادارہ میں کوئی نہیں تھا، وہ مری اس سے دو قدم دور فتحان کھڑا تھا۔ ابرو بے اختیار اٹھے،

"کویک کون ہے" طنزیہ لہجے میں وہ بولی۔ فتحان نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"وہ سے یہاں کو یک ہو یا نہ ہو چور ضرور ہے اور وہ بالکل میرے سامنے کھڑا ہے" فتحان بہت ہلکا سا مسکرایا۔

" تمہارا اشارہ اس بلی کی طرف ہے تو"

"بلی نہیں مونا، مونا نام ہے اس کا" فتحان کی بات پوری ہوئے بغیر وہ بولی۔

" آج کے بعد کبھی اس کو بلی مت کہنا"

"جیسا تم کہو میں اب تمہاری بلی کو بلی نہیں کہوں گا بلکہ بلی کو اس کے"

"فتحان انف" اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا فتحان نے ہاتھ اٹھائے۔

"میں اب اسے مونا ہی کہوں گا"

" پھر یہ بھی بتادو کہ اسے مجھے کب دو گے یا تم اس سے محبت کرنے لگے ہو" وہ گردن پیچھے پھینکے ہنسنے لگا، وہ کتنا اچھا لگتا تھا ہنستے ہوئے۔ انھیں بھی ہستی تھی اسے مسکراتا دیکھ کر لگتا تھا کہ کوئی اس سے زیادہ اچھا نہیں مسکراتا۔ فتحان نے بھورے رنگ کی پینٹ پر وائٹ

ڈیش پہنی ہوئی تھی۔ پہلی بار اسے کسی کی مسکراہٹ اچھی لگی تھی کیا کوئی اتنا پیارا بھی مسکرا سکتا ہے۔ وہ سیدھا ہوا جانے کیوں اس کے مسکرانے پر اس کی انکھیں بھی مسکراتی تھیں، کون تھا جس کی انکھیں بھی مسکراتی جب وہ مسکراتا تھا۔ چند لمحوں کے بعد اس کا ذہن واپس حال میں آیا۔

"اصل میں مونا کو دیکھ کر کسی کی یاد آتی ہے مونا کی انکھیں کسی کی طرح ہے ہلکے بھورے رنگ کی لیکن اگر تم اس سے واپس لینا چاہتی ہو تو تمہیں ایک کام کرنا ہو گا" نازق نے سوالیا نظریں اٹھائیں،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

" کیسا کام "

"میرے ساتھ ریس لگانی ہو گی" پھر مسکرا کر مرا۔ نازق اسے جاتا دیکھتی رہی، پھر جیسے اسے ہوش آیا، اس نے کیا سوچ کر اسے بولایا تھا۔ اسے کیا لگتا ہے کہ وہ کسی کے بھی بلانے پر آجائے گی، وہ بھی ایک ریس کے لیے۔ نازق مراد احمد ریس کے لیے جائے گی، کیا ایسا ہو گا۔

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

[www.novelsclubb.com](www.novelsclubb.com)

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842